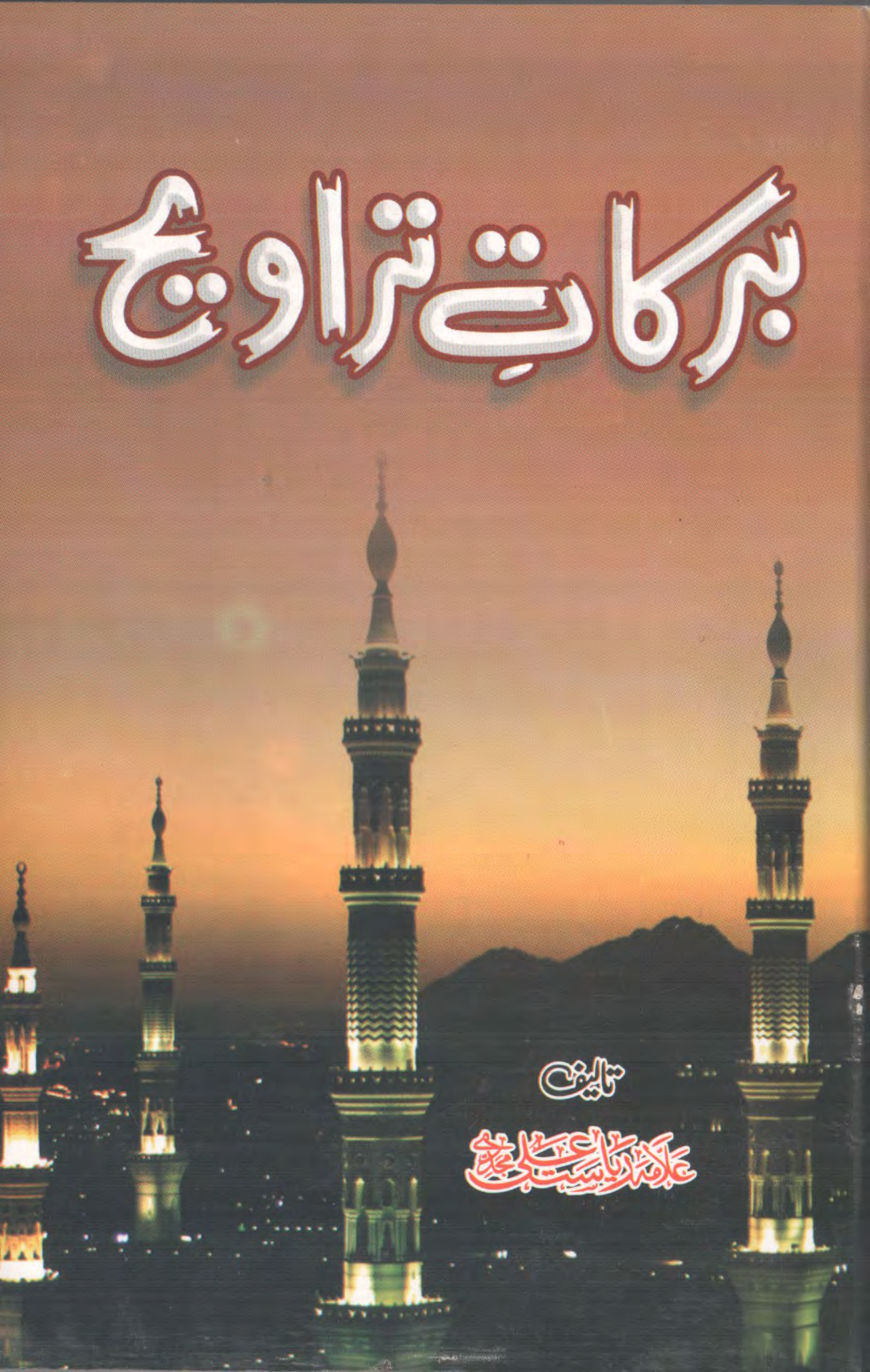

برکاتِ تراویح
تالیف
علامہ ریاست علی مجددی

برکاتِ تراویح

تالیف

علامہ ریاست علی مجددی

0304 3136715

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0346-6172671

نام کتاب	:	برکاتِ تراویح
تالیف	:	ریاست علی مجددی
با اہتمام	:	شیخ محمد سرور اویسی
کمپوزنگ	:	طاہر کمپوزنگ سنٹر کوٹ قاضی گوجرانوالہ
اشاعت	:	جولائی 2011ء
تعداد	:	1100
صفحات	:	96
ہدیہ	:	60روپے

ملنے کے پتے

جلالیہ صراط مستقیم گجرات/ نظامیہ کتاب گھر اُردو بازار لاہور/ رضا بک شاپ گجرات
مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ/ مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دار السلام سرکلر روڈ گوجرانوالہ
مکتبہ فیضانِ مدینہ سرائے عالمگیر، مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر/ مکتبہ فیضانِ اولیاء کاموں کی
مکتبہ فیضان مدینہ گکھڑ/ مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں/ کرمانوالہ بک شاپ اُردو بازار لاہور
صراط مستقیم پبلی کیشنز 5,6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور/ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
سنی پبلکیشنز گوجرانوالہ، مکتبہ ضیائیہ اقبال روڈ راولپنڈی، صراط مستقیم پبلی کیشنز گوجرانوالہ
مکتبہ مہریہ کاظمیہ جامعہ انوار العلوم نیو ملتان/ مکتبہ صابریہ لاہور/ اویسی بک سٹال گوجرانوالہ

﴿فہرست﴾

حسنِ انتساب

اپنے پیرومُرشد... قبلہء عالم... سراجُ العارفین... امامُ السالکین

شہبازِ طریقت... شناسائے رموزِ معرفت وحقیقت... آفتابِ نقشبندیت ومجددیت

چراغِ راہِ جہاد... داعیِ صراطِ حق... وقارِ عالماں... صاحبِ عرفاں

سعیدِ عصر... غوثِ زماں... اِک ملک صفت انساں

تاجِ زمانہ... پہچانِ گوجرانوالہ... سعیدُ الاولیاء

شارحِ مکتوباتِ امامِ ربانی

حضرت علامہ ابوالبیان **پیر محمد سعید احمد مجددی** قدس سرّہٗ السرمدی

کی خدمتِ اقدس میں بصد عجز ونیاز

جن کی نگاہِ فیض سے بندۂ ناچیز یہ خدمت سرانجام دے سکا

گر قبول اُفتدز ہے عزّ وشرف

ریاست علی مجددی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ، وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ، سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ ذُرِّیَّتِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ!

تمام تعریفیں اُس رحمٰن و رحیم، اللہ عزوجل کریم ہی کے لئے ہیں، جس نے ماہِ رمضان کو سارے سال کے مہینوں پر برتری عطا فرمائی اور روزہ کی فرضیت کے لئے سارے مہینوں میں سے اسے منتخب فرمایا، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راتوں کے قیام کی دعوت دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اِقتداء میں قیام کرنے والوں کو غلطیوں اور گناہوں سے معافی کی بشارت دی۔

اور لاتعداد درود و سلام سیّدالعٰلمین، شفیع المذنبین، اکرمُ الاوّلین والآخرین، سرورِ عالم، نورِ مجسم... احمدِ مجتبےٰ... محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں، جو ساری زندگی بارگاہِ خداوندی سے اپنی اُمت کی بخشش ہی مانگتے رہے۔ پھر آپ کی دُعاؤں کو شرفِ قبولیت عطاء فرماتے ہوئے اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی بخشش و نجات کے لئے لاتعداد اسباب پیدا فرمادیئے، انہیں میں سے ایک نمازِ تراویح بھی ہے، جس کے پڑھنے والوں کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہوں سے معافی کی بشارت سُنادی کہ جو اخلاص اور ثواب کی نیت سے رمضانُ المبارک میں قیام کرے گا یعنی نمازِ تراویح پڑھے گا، وہ گناہوں سے ایسے پاک وصاف ہوجائے جس طرح آج ہی اُس نے اپنی والدہ کے شکم سے جنم لیا ہو۔

ناچیز راقم الحروف نے نمازِ تراویح کے فضائل و مسائل پر ۲۰۰۱ء میں ایک چوبیس صفحات کا رسالہ مرتب کیا تھا، اب اُسے ازسرِنو ترتیب دیا گیا ہے، جس میں نمازِ تراویح کے فضائل و مسائل اور تاریخ، تعداد، برکات کے علاوہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات اور آپ کے حاضر و ناظر ہونے کے متعلق واقعات بھی شامل ہیں۔ جو کہ ایمان کی تازگی کے لئے بڑے مفید رہیں گے۔

اور اس کا نام ''برکاتِ تراویح'' رکھا ہے۔ اس میں جو خوبی نظر آئے وہ میرے والدین کی دُعاؤں اور مرشد گرامی قدر، شارحِ مکتوباتِ اِمامِ ربّانی، شیخِ طریقت، حضرت علامہ مولانا ابو البیان پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ ولایت کا کرشمہ ہے کہ ناچیز یہ چند اوراق لکھنے کے

لائق ہوا۔اُمید ہے قارئین کرام پسند فرمائیں گے۔

قارئین کرام! سے گذارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی کمی نظر سے گذرے، تو اصلاحی پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوئے ضرور آگاہ فرمائیں۔ انشاءاللہ عزوجل آئندہ ایڈیشن میں اُس کی تصحیح کرنے کی کوشش کی جائے گا۔

اپنے انتہائی محسن مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری، بی ایس سی... بی ایڈ... ایم اے... اُردو... پنجابی... تاریخ (آف کامونکی) جنہوں نے انتہائی اہم مشوروں سے نواز اور تصحیح بھی فرمائی اور محمد علیم خاں صاحب آف مغل چک جو اپنا قیمتی وقت نکال کر اہم مشوروں سے نوازتے رہے، مزید جن علماء و مشائخ کے کلام سے استفادہ کیا گیا، مُعاونین حضرات، پبلشرز اور جو صاحبانِ ذوق وشوق محبت سے اس کا مطالعہ کر کے عمل کرنے کی کوشش کریں گے دُعا ہے اللہ عزوجل انہیں اپنے پیارے حبیب، محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت سے بہرہ مند فرمائے۔

بارگاہِ ربوبیت میں دست بدعا ہوں کہ اے بار اِلٰہ! تو نے اپنے ایک حقیر سے بندے کو اس عظیم کام کی توفیق عطا فرمائی، اب اسے قبول فرماتے ہوئے بروز حشر، اپنے محبوب مکرم ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ بنادے۔ امین، یاربُّ العٰلمین، بجاہِ سیدُ المرسلین ﷺ

ریاست علی مجددی

جامع مسجد خوشبوئے مصطفیٰ ﷺ

کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

۲۷ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ بمطابق ۳۰ جون ۲۰۱۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تخلیقِ اِنسانیت کا مقصد

اللہ ربُّ العزت نے تمام عالمین کو تخلیق فرمایا۔ لیکن کسی بھی چیز کو بیکار پیدا نہیں کیا' ہر ایک کو با مقصد تخلیق فرمایا۔ خصوصی طور پر جنوں اور اِنسانوں کی تخلیق کا مقصد بیان کرتے ہوئے قرآنِ مجید' فرقانِ حمید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں......

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ○" ﴿الذاریات:۵۱ آیت ۵۶﴾

ترجمہ: اور ہم نے جنوں اور اِنسانوں کو اپنی عبادت کیلئے تخلیق فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے اِسی مقصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے نیک اور سعادت مند اِنسانوں نے توفیقِ الٰہی سے اپنی پیشانی کو اپنے پرورد گار کے آگے جھکا دیا' سر سجدے میں رکھا اور زبان سے اعلان کیا "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" (پاک ہے میرا رب' جو سب بڑوں سے بڑا ہے)۔ حق بندگی ادا کرنے کے لئے رات دن میں فرائض کے ساتھ ساتھ بیسیوں نوافل پڑھنے شروع کر دیئے۔

-•••=======•••-

محبوب ﷺ کی بات ہی کچھ اور ہے

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام صالحین، نبی اور رسول بارگاہِ ربُّ العزت میں سر نیاز جھکاتے رہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے۔ راتیں قیام، رکوع اور سجود میں گزر جاتیں، لیکن کسی کو بھی بارگاہِ خداوندی سے یہ پیغام نہ آیا کہ کچھ آرام بھی کر لیا کرو۔ مگر قربان جائیں حضور رحمتِ اکرم ﷺ کی شانِ اقدس پر کہ جب آپ ﷺ نے اِس عالمِ دُنیا میں مبارک قدم رکھے تو آتے ہی رب تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کیا۔ سر سجدے میں ہے اور یوں حق بندگی ادا ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دے رہے ہیں اور اپنی رسالت کا اعلان فرما رہے ہیں۔

مخدومۂ کائنات سیدہ آمنہ علیہا السلام فرماتی ہیں کہ جب حضور سید عالم ﷺ اِس کائناتِ ہست و بود میں جلوہ آراء ہوئے تو آپ ﷺ کے لب لعلیں متحرک تھے۔ جب آپ ﷺ کے ہونٹوں کے قریب کان کر کے سنا گیا تو آپ ﷺ شہادتِ توحید و رسالت کا اقرار و اعلان کر رہے تھے۔

امام حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''تاریخ الخمیس'' میں لکھتے ہیں

انه ﷺ لما وقع علی الارض رفع راسه و قال بلسان فصیح

:لا اله الا الله و انی رسول الله:

ترجمہ: جب حضور ﷺ بعد از ولادت زمین پر تشریف فرما ہوئے تو آپ نے اپنا سر انور اُٹھایا اور فصیح زبان میں فرمایا ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں''۔ ﴿میلادُ النبی ﷺ: ۲۰۲، از پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری﴾

وقت گزرتا گیا' آپ ﷺ بچپن کی پُرنور بہاریں طے کرتے ہوئے شباب کی منزل تک پہنچے تو غارِ حرا کی خلوتوں میں کئی کئی دن تک اللہ تعالیٰ کی عبادت میں محو رہنے لگے۔ حتیٰ کہ وہیں چالیس سال کی عمر مبارک میں آپ ﷺ پر پہلی وحی کا نزول ہوا' اور آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا۔ دین اسلام کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ رات کے وقت قیام کا یہ حال تھا کہ.....

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ اتنا لمبا قیام فرماتے کہ آپ ﷺ کی مبارک پنڈلیاں سوج جایا کرتی تھیں۔

﴿سنن ابن ماجہ' جلد۲' رقم الحدیث ۱۴۲۰ ☆ صحیح سنن الترمذی' جلد۱' رقم الحدیث ۴۱۲﴾

اکثر ساری رات قیام' رکوع اور سجدے میں گزر جایا کرتی تھی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے محبت بھرا پیغام بھیج دیا کہ محبوب کچھ آرام بھی کرلیا کرو۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ

"یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۙ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؕ﴿۴﴾" ﴿سورۃ مزمل آیت نمبر ۱ تا ۴﴾

ترجمہ:--اے کملی کی جھرمٹ والے (حبیب ﷺ!)' آپ (ﷺ) رات کو (نماز کے لئے) قیام فرمایا کریں مگر تھوڑا یعنی آدھی رات یا اس سے تھوڑا کم کرلیا کریں' یا اس پر کچھ بڑھالیا کریں کردیں اور (حسب معمول) قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کریں۔

ان آیاتِ مقدسہ کے تحت ضیاءالامت پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

"قُمِ الَّیْلَ" سے تو یہ سمجھا جاسکتا تھا کہ ساری رات نماز پڑھتے پڑھتے گزار دیجئے لیکن "اِلَّا قَلِیْلًا" فرما کر اس خیال کی نفی کردی۔ فرمایا کچھ وقت آرام بھی فرمالیا کریں"۔

اب تھوڑے کی مقدار بتائی یعنی نصف رات، لیکن نصف شب میں اگر تھوڑی سی کمی یا تھوڑی سی زیادتی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اختیار دے دیا کہ چاہے نصف رات آرام فرمائیں یا نصف سے کچھ کم یا نصف سے کچھ زیادہ، آپ کو اختیار ہے۔ ﴿ضیاء القرآن، جلد پنجم، ص ۴۰۲﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبانہ ادائے بندگی کو ایک پنجابی شاعر اپنے انداز میں اِس طرح بیان کر رہا ہے......

ڈھارا چھت کھجور دے پتیاں دا، سوہنی زندگی نبی گُوار داسی
ساری رات مصلّے تے کھلا رہندا، شہنشاہ جو کُل سنسار داسی
ایناں جاگیا کرنہ سوہنیاں توں، خالق عرش توں پیا پکار داسی
تیرے پیار دی حد منظور ہوگئی، عاشق کہہ رہیا شاہِ ابرار داسی

-•••=========•••-

رات کا قیام

سرورِ کائنات ﷺ کا محبوب عمل

حضور نبی کریم ﷺ کو رات کا قیام بہت محبوب تھا' یہی وجہ ہے کہ جب رمضانُ المبارک کے روزے فرض ہوئے تو آپ ﷺ نے رمضانُ المبارک کی راتوں کے قیام کو سنت قرار دے دیا...... حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں......

"حَدَّثَنَا أَبُوْ سَعِيْدٍ مَوْلَى بَنِيْ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَيْبَانَ قَالَ لَقِيْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قُلْتُ حَدِّثْنِيْ عَنْ شَيْءٍ سَمِعَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ نَعَمْ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ وَ سَنَنْتُ لِلْمُسْلِمِيْنَ قِيَامَهُ فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنَ الذُّنُوْبِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ"

﴿الترغیب والترہیب جلد اوّل مترجم:۱۰۴ ☆ نسائی شریف' جلد اوّل کتاب الصوم﴾

﴿ترمذی شریف ☆' ابن ماجہ ☆ کنز العمال حصہ ہشتم ☆ مسند امام احمد جلد اول﴾

ترجمہ: نضر بن شیبان کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری ملاقات ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے ہوئی۔ میں نے اُن سے کہا کہ اپنے والد صاحب کے حوالے سے کوئی حدیث سنائیے' جو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے خود سنی ہو اور وہ ہو بھی ماہِ رمضان کے بارے میں۔ انہوں نے کہا اچھا' میرے والد صاحب (عبد الرحمٰن بن

عوف رضی اللہ عنہ) نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر رمضانُ المبارک کے روزے فرض کئے ہیں اور مَیں نے مسلمانوں کی بہتری کے لئے رمضانُ المبارک کی راتوں میں قیام کرنا (یعنی تراویح پڑھنا) سنت قرار دیا ہے، جو شخص ایمان کی حالت میں، صحیح اِعتقاد کے ساتھ، ثواب کی نیت سے رمضانُ المبارک کے روزے رکھے اور (قیام کرے) یعنی نمازِ تراویح ادا کرے، تو وہ گناہوں سے اِس طرح پاک صاف ہو جائے گا، جس طرح اُس دِن تھا، جس دِن اُس کی ماں نے اُسے جنم دیا تھا۔ (یعنی اُس کے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جائیں گے)

وضاحت:۔ شرح صحیح مسلم میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث مبارک میں قیامِ رمضان سے مراد نمازِ تراویح ہے۔

رمضان شریف کی راتوں کے قیامِ سنت کا نام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تراویح فرمایا ہے۔ اور جہاں رمضان شریف کے قیام اللیل کا ذکر ہوگا تو اُس کا نام تراویح ہوگا اور جہاں تراویح کا ذکر ہوگا، وہاں تراویح کی تعداد بیس (۲۰) رکعت ہوگی۔ ﴿مقیاسِ صلوٰۃ:۲۸۳﴾

اِس بات پر اُمت کا اجماع ہے کہ تراویح پڑھنا مستحب ہے، امام ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض مالکیہ کے نزدیک تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے، کیونکہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور جماعت صحابہ نے جماعت کے ساتھ تراویح پڑھی اور آج تک تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے اور یہ نمازِ عید کی طرح شعائرِ مسلمین سے ہو گئی۔ ﴿شرح صحیح مسلم جلد ثانی صفحہ ۴۹۳ از علامہ غلام رسول سعیدی﴾

اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائے اور رات کے قیام (تراویح) کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت مقرر فرمایا۔ نمازِ

تراویح حکمِ رسول ﷺ ہے۔ نمازِ تراویح نبی کریم ﷺ کو محبوب ہے۔ لہٰذا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے رُوگردانی نہیں کرنی چاہئے اور محبوب کی محبوب نماز کو محبت سے ادا کرنا چاہئے۔ یہ حضور ﷺ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے اور اہم بات یہ ہے کہ نمازِ تراویح کے قیام کو خود نبی کریم ﷺ نے سنت قرار دیا۔

سنتِ رسول ﷺ سے محبت کا صلہ

حضور نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

﴿ترمذی شریف ج۴ص۳۱۰﴾

کرم رسالت ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے نمازِ تراویح جو جماعت کے ساتھ پڑھائی اس سے نوافل کی جماعت کا جواز معلوم ہوا اور صحابہ کرام کے وفورِ اشتیاق کے باوجود آپ ﷺ چوتھے دن تراویح پڑھانے تشریف نہیں لائے۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

اوّل...... یہ کہ کسی حرج اور نقصان کے خطرہ کے پیش نظر منفعت والے کام کو بھی ترک کر دینا چاہئے۔

دوم...... یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہ نسبت ہم بعد کے مسلمانوں کا زیادہ خیال رکھا ہے' کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو زیادہ عبادت کرنے پر حریص تھے اور رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنا اُن کے نزدیک سب سے بڑی سعادت اور عبادت اور سب سے زیادہ خوشی کا باعث تھی اور ظاہر ہے کہ فرض کا اجر نفل سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ اگر آپ ﷺ اسی طرح نفل پڑھاتے رہتے اور

تراویح فرض ہو جاتی، تو یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عین مقصود اور دِلی تمنا تھی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ہم لوگوں کی طرف تھی کہ اگر تراویح فرض ہوگئی اور یہ لوگ نہ پڑھ سکے تو ان کو فرض کے ترک کا گناہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گناہ سے بچانے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اشتیاق اور اُن کی دلی آرزو کا خیال نہ کیا، اللہ! اللہ! سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا کتنا خیال تھا، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ہماری کس قدر رعایت کرتے تھے! سوچئے ہم سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر خیال رکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی کتنی رعایت کرتے ہیں۔ ﴿شرح صحیح مسلم جلد ثانی صفحہ ۴۹۴ از علامہ غلام رسول سعیدی﴾

اختیاراتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

درجہ بالا حدیث مبارکہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار بھی ثابت ہو رہا ہے کہ پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارے لئے رمضان کے مہینے کا قیام سنت مقرر کر دیا ہے۔ اِس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار عطاء فرمایا، جیسا کہ کئی احادیث مبارکہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار ثابت ہے۔

چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں......

۱...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا......

بیشک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم کر دیا اور میں مدینہ منورہ کے دونوں سنگلاخ وادیوں کے درمیان کو حرم کرتا ہوں۔ ﴿صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۳۸ ☆ صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲﴾

۲...... حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا......

اگر مجھے اپنی اُمت کو مشقت میں ڈالنے کا لحاظ نہ ہوتا تو میں اُن پر فرض کر دوں کہ نمازِ عشاء تہائی یا آدھی رات تک تاخیر سے ادا کریں۔

﴿ابن ماجہ: ۶۹۱ ☆ مسند احمد: ۲/۴۳۳، ج ۲ ص ۲۵۸﴾

۳...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے، حج کیا کرو۔ ایک شخص نے عرض کی کہ کیا حج ہر سال فرض ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، یہاں تک کہ اُس شخص نے یہی سوال تین بار کیا۔ (تیسری بار سوال کرنے پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں (آج) ''ہاں'' کہہ دیتا تو حج ہر سال واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔ ﴿مسلم شریف:۱/۴۰۹ ☆ ترمذی شریف:۱/۱۰۰ ☆ ابن ماجہ شریف:۲۱۳﴾

۴...... ابن السکن میں ابو العمان ازوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کو پیغامِ نکاح دیا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہر دو۔ اُس نے عرض کی، حضور میرے پاس کچھ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا تجھے قرآنِ عظیم کی کوئی سورت نہیں آتی، وہ سورت سکھانا ہی اِس کا مہر کر دو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: تیرے بعد یہ پھر کسی اور کو کافی نہیں۔

﴿مالک ومختار صلی اللہ علیہ وسلم﴾

مکمل روایت ملاحظہ فرمائیں......

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی، یارسول اللہ علیک السلام! میں اِس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں تا کہ (کسی بھی قسم کے مہر کے بغیر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے شادی کر لیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی طرف دیکھا اوپر سے نیچے تک اُس کا جائزہ لیا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر جھکا لیا۔ جب اُس عورت نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا تو وہ بیٹھ گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ

اس کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتے تو میری اس کے ساتھ شادی کر دیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا' کیا (مہر ادا کرنے کے لئے) تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم! نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے گھر جاؤ اور تلاش کرو کہ کیا تمہیں کوئی چیز مل سکتی ہے؟ وہ صاحب اپنے گھر گئے اور واپس آ کر عرض کی' نہیں! اللہ کی قسم! مجھے کوئی چیز نہیں ملی۔ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا۔ تم تلاش کرو اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی ہو' وہ صاحب گئے اور واپس آ کر کر عرض کی' نہیں' یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم! (میرے پاس مہر ادا کرنے کے لئے) لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ہے۔ البتہ میرے پاس یہ چادر ہے اس کا نصف حصہ میں اس خاتون کو (بطورِ مہر) ادا کر سکتا ہوں (راوی سہل کہتے ہیں) اس شخص کے پاس کوئی اور چادر نہیں تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا' اس وقت تم کیا کرو گے؟ اگر اس عورت کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور چادر نہ ہوئی اگر وہ عورت یہ چادر پہن لے گی تو تم اس چادر کو استعمال نہیں کر سکو گے۔ (راوی کہتے ہیں) وہ صاحب بیٹھ گئے خاصی دیر بیٹھے رہنے کے بعد وہ کھڑے ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں واپس جاتے ہوئے دیکھا تو انہیں واپس بلوایا وہ واپس آئے تو آپ نے دریافت کیا' تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟ وہ بولے' فلاں فلاں سورتیں یاد ہے اور پھر انہوں نے وہ سورتیں گنوادیں' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا' کیا تم انہیں زبانی پڑھ سکتے ہو؟ انہوں نے عرض کی' جی ہاں! آپ نے فرمایا: جاؤ! جو قرآن تمہیں یاد ہے اس کی وجہ سے میں نے تمہارا نکاح اس عورت سے کر دیا۔

{مشکوۃ شریف جلد دوم' کتاب النکاح حدیث نمبر ۳۲۸۳}

{بخاری شریف جلد سوم کتاب النکاح}

۵......حضرت عمار بن خزیمہ سے روایت ہے کہ ان کے چچا نے جو صحابی رسول بھی ہیں۔ یہ حدیث بیان کی کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا اور فرمایا کہ میرے ساتھ چلوتا کہ میں تمہیں اِس کی قیمت ادا کروں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چلنے میں ذرا جلدی کی اور اُس اعرابی نے دیر کی تو کچھ لوگ اعرابی کے ساتھ گھوڑے کا سودا کرنے لگ گئے' کیونکہ انہیں معلوم نہ تھا کہ آپ ﷺ نے یہ گھوڑا خرید لیا ہے۔ یہاں تک کہ بعض نے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قیمت سے بھی زیادہ قیمت لگادی۔ یہ سن کر اعرابی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آواز دی کہ اگر آپ اِس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہو تو خرید لیں ورنہ میں اِس کو بیچ رہا ہوں۔ آپ ﷺ یہ سن کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ کیا میں تجھ سے یہ گھوڑا خرید نہیں چکا؟ اُس نے کہا کہ بالکل نہیں۔ خدا کی قسم میں نے تو بیچا ہی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں نے یہ گھوڑا تجھ سے خرید لیا ہے۔ اعرابی نے کہا کہ کوئی گواہ پیش کرو۔ جس کے سامنے میں نے فروخت کیا ہو۔ یہ صورتحال دیکھ کر جو بھی مسلمان آتا وہ اعرابی پر اظہارِ افسوس کرتا' کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سوائے حق کے کچھ فرماتے ہی نہیں۔ اتنے میں حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آگئے اور آتے ہی کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے اس گھوڑے کو نبی کریم ﷺ کے پاس فروخت کر دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو کس طرح گواہی دیتا ہے' حالانکہ تو اُس وقت موجود نہ تھا۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام! جب میں آسمان کی خبروں میں آپ کو سچا مانتا ہوں تو کیا اِس بات میں سچا نہ مانوں؟۔ تو اُس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَیں خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دیتا ہوں۔

﴿صحیح بخاری: ۱/۳۹۴ اور ۲/۷۰۵ ☆ ابوداؤد شریف ☆ مصنف ابن ابی شیبہ﴾

۶......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام! میں ہلاک ہو گیا' میں رمضان شریف میں اپنی بیوی سے ہمبستری کر بیٹھا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو غلام آزاد کر سکتا ہے۔ اُس نے عرض کیا "نہیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا کہ کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟۔ اُس نے کہا "نہیں" اتنے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کھجوریں لائی گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں لوگوں میں تقسیم کر دے' تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ اُس نے عرض کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام! پورے مدینہ شریف میں مجھ سے زیادہ محتاج کوئی بھی نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام! یہ سُن کر ہنس پڑے اور فرمایا: جا یہ کھجوریں اپنے گھر والوں کو کھلا دے' تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

﴿صحیح مسلم:۳۵۴/۱ ☆ صحیح بخاری:۲۵۹/۱﴾

۷......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے ماموں ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کر لی تھی۔ جب معلوم ہوا یہ کافی نہیں' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی حضور! وہ تو میں کر چکا' اب میرے پاس چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے' مگر سال بھر والے سے اچھا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُس کی جگہ اسے کر دو اور ہرگز اتنی عمر کی بکری تمہارے بعد دوسروں کی قربانی میں کافی نہ ہو گی۔ ﴿صحیح بخاری:۱۳۱/۱ ☆ صحیح مسلم﴾

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے نیچے ہے......

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک خصوصیت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو بخشی جس میں دوسرے کا حصہ نہیں' اِس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں' جس حکم سے چاہیں خاص فرما دیں۔ ﴿الامن والعلی:۳۴۷﴾

۸......دوصاحبوں کوریشمی کپڑے پہننے کی اجازت فرمادی۔حدیث ملاحظہ فرمائیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زبیر بن العوام اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کے بدن میں خشک خارش تھی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ریشمی کپڑے پہننے کی رخصت دی۔ ﴿بخاری شریف:۴۰۹/۱ ☆ مسلم شریف ☆ ترمذی شریف﴾

۹......حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو بحالت جنابت مسجدِ اقدس میں رہنا جائز فرمادیا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین مولیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا: اے علی! میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں بحال جنابت داخل ہو۔ ﴿صحیح مسلم:۱۹۳/۲ ☆ جامع ترمذی﴾

۱۰......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی اجازت فرمادی۔

محمد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو انگوٹھی پہنے دیکھا، لوگ اُن سے کہتے تھے کہ آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں؟ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی ہے تو حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اموالِ غنیمت، غلام و متاع حاضر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرمارہے تھے۔ سب بانٹ چکے، یہ انگوٹھی باقی رہی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر مبارک اُٹھا کر اپنے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا پھر نگاہ نیچی کرلی پھر نگاہ اُٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر نگاہ نیچی کرلی پھر نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور مجھے بلایا اے براء! میں حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی پھر فرمایا: "لے پہن لے جو کچھ تجھے اللہ اور اُس کا رسول پہناتے ہیں"۔ براء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے لوگو! کیونکر مجھے کہتے ہو کہ میں وہ چیز اُتار ڈالوں جس کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لے پہن لے جو کچھ تجھے اللہ اور اُس کا

رسول پہناتے ہیں"۔ ﴿صحیح مسلم:۱۷۹/۲☆صحیح بخاری کتاب المرض﴾

۱۱......روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا: وہ وقت کیسا وقت ہوگا جب تجھے کسریٰ بادشاہ ایران کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

جب ایران زمانہ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن کمر بند تاج خدمت فاروقی میں حاضر کئے گئے۔ امیر المؤمنین نے سراقہ کو پہنائے اور فرمایا: "اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہو اللہ بہت بڑا ہے' سب خوبیاں اللہ کو جس نے یہ کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھینے اور سراقہ دیہاتی کو پہنائے۔

﴿دلائل النبوۃ /از امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ﴾

۱۲......حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو جہاد میں حاضری کے بغیر مالِ غنیمت کا مستحق فرمادیا اور عطاء فرمایا۔ ﴿صحیح بخاری شریف☆ترمذی شریف﴾

۱۴......حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' اور وہ اِس شرط پر مسلمان ہوا کہ وہ صرف دو نمازیں پڑھے گا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس کی یہ شرط قبول فرمالی۔

﴿مسند امام احمد:۲۵/۵﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات کے متعلق واقعات سے احادیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں' ایمان کی سلامتی اور تازگی کے لئے اِس موضوع پر علماء اہل سنت نے بڑی عرق ریزی سے ضخیم کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں۔

تعارف نمازِ تراویح

رمضانُ المبارک فیضانِ الٰہی کی اُس آبشار کا نام ہے جس کا قطرہ ٹپکتے ہی رحمت کے جلوے بکھر جاتے ہیں۔ اس رمضان میں کہیں عبادت کے رتجگے ہیں تو کہیں شوقِ تلاوت' اس کے جلو میں ہر مسلمان کے ذہن میں ایمان کا دریچہ کھلتا ہے' جس کی تابانی سے سال کے بقیہ مہینے چمک اُٹھتے ہیں۔ فصیل رمضان پر جو عبادت کے چراغ فروزاں ہیں اُن میں ایک تراویح بھی ہے۔

-•••=======•••-

رمضانُ المبارک کے بابرکت مہینے میں تین قسم کی مخصوص عبادتیں ہیں' جو سال بھر اور کسی مہینے میں نہیں (۱) دِن کے وقت روزہ رکھنا (۲) رات کو نمازِ تراویح پڑھنا (۳) آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا۔

اِن میں سے نفلی طور پر روزہ اور اِعتکاف تو دُوسرے مہینوں میں بھی ہوسکتا ہے۔ اگر چہ اُن کے فضائل اور احکام الگ ہیں۔ لیکن ماہِ رمضانُ المبارک میں ایک مخصوص عبادت ایسی ہے جو رمضانُ المبارک کے علاوہ کسی اور مہینے میں نہیں ہوسکتی' اس عبادت کا نام ہے ''قیامِ رمضان''۔ جسے عرفِ عام میں ''نمازِ تراویح'' کہا جاتا ہے۔

-•••=======•••-

نمازِ تراویح بڑی نفع بخش عبادت ہے' اس کی بہت زیادہ برکات ہیں' یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اسے غنیمت جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا بہت اچھا موقعہ ملا ہے۔ چنانچہ اِس نماز کو بڑے خشوع اور خضوع سے ادا کرنا

چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات بلند ہوں۔

-•••=========•••-

نمازِ تراویح مسلمانوں کے لئے ایک ایسی عبادت ہے جو صرف ماہِ رمضانُ المبارک میں ہی ادا کی جاتی ہے اور ماہِ صیام کا چاند نظر آتے ہی پہلی رات سے نمازِ عشاء کی جماعت کے بعد دو سنتیں اور دو نفل پڑھنے کے بعد باجماعت بیس رکعت ادا کی جاتی ہے اور ماہِ صیام میں نمازِ تراویح کو باجماعت ادا کرنے کے بعد وتر بھی با جماعت ادا کئے جاتے ہیں۔

-•••=========•••-

نفس تراویح سنت بالعین ہے اور جماعت کے ساتھ سنت علی السبیل الکفایہ ہے' یعنی اگر تمام اہل محلہ جماعت ترک کردیں تو وہ سب کے سب تارکِ سنت اور گنہگار ہیں اور اگر کوئی ایک شخص جماعت چھوڑ کر اپنے گھر پڑھے تو وہ تارکِ فضیلت ہے' اگر لوگوں نے گھر میں جماعت کی تو اُن کو جماعت کی فضیلت حاصل ہوگئی' لیکن مسجد کی جماعت کو ایک اور فضیلت حاصل ہے' اُس سے محروم رہے۔

-•••=========•••-

نمازِ تراویح کا مقصد رمضانُ المبارک کی راتوں کو نماز اور لمبی قرأتوں سے معمور رکھنا ہے۔ ہر چار رکعت کے بعد نمازی قدرے آرام کرتے ہیں۔ اِس لئے اس نماز کا نام تراویح ہوگیا۔

نمازِ تراویح قیامِ رمضان کہلاتا ہے۔ قیام اللیل یعنی تہجد گو تمام سال کے لئے مشروع ہے۔ مگر قیامِ رمضان کو یہ اِمتیاز حاصل ہے کہ اِس میں کثرت سے قرآن کی تلاوت ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بہت سے بندے اِس ماہ میں کئی کئی قرآن ختم کرتے

ہیں۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ قیام مسجد میں جماعت کے ساتھ ہوتا ہے۔ جسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک قاری کی اقتداء میں تمام مسلمانوں کے لئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو پسند فرمایا۔ پھر اُنہیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: ''یہ کتنا اچھوتا اور عمدہ طریقہ ہے' جو لوگ قیام میں مشغول ہیں وہ سو جانے والوں کے مقابلے میں فضیلت مند ہیں''۔

-•••=======•••-

ماہِ رمضانُ المبارک میں نمازِ عشاء کے فرضوں کے بعد ۲۰ رکعت نمازِ تراویح پڑھی جاتی ہے۔ تراویح 'ترویحہ کی جمع ہے' جس کا مطلب آرام کرنا ہے۔ چونکہ نمازِ تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی سی استراحت کی جاتی ہے' جس میں تسبیح پڑھی جاتی ہے۔ اس لیے اسے نمازِ تراویح کہا جاتا ہے۔

نمازِ تراویح ہر مسلمان کے لیے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے۔ لہٰذا اسے چھوڑنا جائز نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اِس کا اہتمام فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اِس کا اہتمام فرمایا۔ جو شخص کسی عذر کے بغیر تراویح کی نماز ترک کرے گا' گنہگار ہوگا۔ یہ جس طرح مردوں کے لیے سنت مؤکدہ ہے اسی طرح خواتین کے لئے بھی سنت مؤکدہ ہے۔ پھر یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ نمازِ تراویح روزے کے تابع نہیں ہے۔ یعنی یہ سمجھنا بالکل غلط ہے کہ تراویح پڑھنا صرف اسی کے لئے ضروری ہے جس نے دن میں روزہ رکھا ہو۔ بلکہ دونوں الگ الگ عبادتیں ہیں۔ جو لوگ کسی عذر اور مجبوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں۔ مثلاً کوئی مریض ہو یا سفر میں ہو اور روزہ نہ رکھے یا خواتین حیض ونفاس کی حالت میں ہوں اور تراویح کے وقت پاک صاف ہو جائیں تو اُن کو نمازِ تراویح پڑھنا چاہیئے' نہ پڑھنے کی صورت میں ترکِ سنت کا گناہ لازم آئے گا۔

نمازِ تراویح کی حکمتیں

علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے تراویح کے بیس رکعات ہونے کی یہ حکمت بیان کی ہے کہ سنتیں دراصل واجب اور فرائض کو مکمل کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہیں یعنی اگر فرائض کی ادائیگی میں کوئی کسر رہ گئی ہو تو وہ اِن سنتوں کے ذریعے پوری ہو جائے اور ثواب میں کمی نہ رہ جائے اور دن رات میں فرض اور واجب رکعتوں کی تعداد ملا کر بیس ہوتی ہے، یعنی فجر: ۲ رکعت...... ظہر: ۴ رکعت ...... عصر: ۴ رکعت ...... مغرب: ۳ رکعت ...... اور عشاء: ۴ رکعت فرض اور ۳ رکعت وتر واجب...... کل ۲۰ رکعت۔ اِس لئے رمضان میں تراویح کی رکعت بیس رکھ دی گئی' تا کہ تکمیل کرنے والی اور مکمل ہونے والی چیز میں مساوات رہے۔

-•••========•••-

قرآنِ حکیم اور احادیث مبارکہ میں روزے کا مقصد بڑے واضح انداز میں بیان فرمایا گیا ہے۔ رمضانُ المبارک کے فلسفے کا محور و مرکز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس کے ذریعے مسلمانوں میں تقویٰ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تقویٰ ایسا کہ اِنسان ہر گناہ سے صرف اِس لئے بچے کہ اللہ تعالیٰ اُسے دیکھ رہا ہے' تا کہ جزا و سزا کا تصور اِنسانی ذہن کے پردوں پر پوری مضبوطی سے نقش ہو جائے۔ تقویٰ کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ اِنسان زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد ہی دراصل اِنسان کو گناہوں اور دُنیاوی آلائشوں سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ اِنسان

اللہ تعالیٰ کو جس قدر زیادہ یاد کرے گا۔ وہ اسی قدر اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک ہوتا چلا جائے گا اور وہ جس قدر اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب حاصل کرے گا' اُسی قدر وہ گناہوں سے بچے گا اور دین مبین کے بتائے ہوئے راستے پر زیادہ تیزی اور استقامت سے گامزن رہے گا۔ اللہ تعالیٰ رمضانُ المبارک میں جہاں مسلمانوں کو بھوک و پیاس کی شدت برداشت کرنے کا عادی بنا کر انہیں اس کارگاہِ علام کی کش مکش میں اپنا کردار ادا کرنے کے لئے تیار کرنا چاہتا ہے' وہاں وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ میرے بندے زیادہ سے زیادہ میرے قریب رہیں اور نماز کی پابندی کو اپنا شعار بنا لیں۔ نماز کی ادائیگی اُن پر گراں نہ گزرے۔ لہٰذا رمضانُ المبارک میں نمازِ تراویح کا اہتمام اسی مقصد کی طرف اشارہ ہے۔ خود حضور نبی کریم ﷺ نے نمازِ تراویح ادا فرمائی اور اس کی ادائیگی کو بے حد پسند فرمایا۔ لیکن دوسری نمازوں کی طرح اس کے وجوب کا حکم اس لئے صادر نہیں ہو سکا کہ چونکہ اِنسان فطرتاً آرام طلب ہے اور دیگر نمازوں کی طرح تراویح بھی فرض نمازوں میں شامل ہوتی تو عدم ادائیگی کی صورت میں ایک مسلمان شاید روزے کے ثواب سے بھی محروم رہ جاتا۔ بہر حال ''نمازِ تراویح'' رسول اللہ ﷺ کی سنت اور رمضانُ المبارک کی پسندیدہ عبادت ہے' اور اسے سنت مؤکدہ کا درجہ حاصل ہے۔

-•••==========•••-

نمازِ تراویح کی برکتیں

☆......نمازِ تراویح میں شامل ہو کر قرآن مجید پڑھنے یا سُننے سے حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت جبریل امین علیہ السلام کی مشترکہ سنت پر عمل کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

☆......نمازِ تراویح ادا کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

☆......نمازِ تراویح کی برکت سے عید کے دِن نمازِ تراویح ادا کرنے والے مسلمان کو عظیم الشان اِنعامات عطا کئے جاتے ہیں۔

☆......نمازِ تراویح میں پڑھا یا سُنا ہوا قرآنِ مجید قیامت کے روز اِنسان کی شفاعت کرے گا اور اللہ تعالیٰ اُس کی شفاعت قبول فرمائیں گے۔

☆......نمازِ تراویح میں پڑھی ہوئی ہر آیت کے بدلے میں قیامت کے روز ایک نور عطا کیا جائے گا' جو اس کے لئے پُل صراط پر چلنے میں کام آئے گا۔

☆......نمازِ تراویح میں قرآن مجید سُننے والوں کی تراویح کی سنت ادا ہونے کے ساتھ ساتھ اُنہیں قرآن مجید مکمل کرنے کی بھی سعادت نصیب ہو جاتی ہے۔

☆......نمازِ تراویح کی برکت سے وہ لوگ جو قرآن مجید پڑھے ہوئے نہیں' وہ بھی نمازِ تراویح میں شامل ہو کر پورے قرآن مجید کو مکمل سُننے کی سعادت حاصل کر لیتے ہیں' جو اُن کے لئے کسی اور شکل میں حاصل کرنا مشکل ہے۔

☆......نمازِ تراویح کی شکل میں پڑھ کر یا سُن کر جو قرآن مجید مکمل کیا جائے وہ دوسرے طریقوں پر مکمل کیے ہوئے قرآن مجید سے کئی اعتبار سے بہتر ہے......مثلاً

ا......رمضانُ المبارک کے بابرکت مہینے میں مکمل ہوتا ہے

(رمضانُ المبارک میں ادا کئے گئے عمل کو دوسرے دنوں کے عمل پر عظیم الشان

فضیلت حاصل ہے)

۲......باوضو پڑھ کر یا سُن کر مکمل کیا جاتا ہے۔

(جس کی فضیلت بے وضو پڑھنے یا سُننے سے زیادہ ہے)

۳......نماز میں مکمل ہوتا ہے

(نماز میں پڑھے ہوئے قرآن مجید کی فضیلت غیر نماز سے افضل ہے)

۴......کھڑے ہو کر پڑھا یا سُنا جاتا ہے

(جس کی فضیلت بیٹھ کر پڑھنے یا سُننے سے زیادہ ہے)

۵......باجماعت نماز میں اس کی تکمیل ہوتی ہے

(جس کی فضیلت یقیناً تنہا نماز پڑھنے سے زیادہ ہے)

۶......اِس طرح عموماً قرآنِ پاک کی تکمیل مسجد میں ہوتی ہے۔

(مسجد کا عمل یقیناً عظیم اہمیت کا حامل ہے)

☆......نمازِ تراویح کی برکت سے اِنسان کی روح کے ساتھ ساتھ اُس کے جسم کی بھی ورزش ہو جاتی ہے' جو روحانی و جسمانی اعتبار سے فائدے کی چیز ہے۔

☆......تراویح میں دینی فوائد کے علاوہ دُنیاوی اور طبی فوائد بھی موجود ہیں......مثلاً سارے دن روزہ کی حالت میں کھانا نہ کھانے کی وجہ سے افطار کے وقت عام طور پر کھانا بہت زیادہ کھایا جاتا ہے۔ اس لئے تراویح کھانے کے ہاضمہ کے لئے ایک اچھی ورزش بھی ہے۔

مگر افسوس کہ بہت سے لوگ اتنی عظیم الشان نعمت سے محروم ہیں' پورے رمضانُ المبارک میں انہیں نمازِ تراویح کی توفیق ہی نہیں ہوتی اور اگر ہوتی بھی ہے تو پابندی کے ساتھ قرآنِ مجید مکمل کرنے کی سعادت سے تو محروم ہی رہتے ہیں۔

گناہوں کی بخشش

اہم بات یہ ہے کہ نمازِ تراویح کے قیام کو نبی کریم ﷺ نے سنت قرار دینے کے ساتھ ساتھ خود ہی اِس کی طرف ترغیب بھی دلائی ہے، جس سے نمازِ تراویح کی اہمیت اور بھی اُجاگر ہو جاتی ہے۔ نمازِ تراویح کے قیام کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو رمضان کی راتوں میں ایمان اور یقین سے قیام کرے گا (یعنی نمازِ تراویح پڑھے گا) تو وہ گناہوں سے ایسے پاک و صاف ہو جاتا ہے، جیسا کہ اپنی والدہ کے پیٹ سے آج ہی بے گناہ پیدا ہوا۔

حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں......

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ لِرَمَضَانَ مَنْ قَامَهُ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

﴿بخاری شریف جلد اوّل کتاب الصوم، مترجم صفحہ ۷۹۸ ☆ ابوداؤد شریف جلد اوّل﴾

﴿...... مسلم شریف کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیامِ رمضان، وھوالتراویح......﴾

﴿.......... السنن الکبریٰ للبیہقی جلد دوم ☆ ترمذی شریف جلد اوّل کتاب الصوم..........﴾

﴿دارمی جلد دوم ☆ الترغیب والترہیب جلد دوم ☆ مسند احمد جلد دوم ☆ موطا امام مالک﴾

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (نمازِ تراویح

پڑھنے کے لئے) قیام کیا' اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

وضاحت:- اِس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ جس مسلمان پر رمضان شریف کے روزے فرض ہیں اُس کے لئے رمضان شریف کی راتوں کو نمازِ تراویح پڑھنا بھی سنت ہے اور یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔ دونوں کی ادائیگی سابقہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ یعنی اِن کی ادائیگی سے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ایسے اعمال جو کہ اتنے نفع والے ہوں اُن کو چھوڑنے کی بجائے ذوق و شوق کے ساتھ کوشش کر کے ادا کرنا چاہئے۔

یہ بھی واضح ہوا کہ رمضان شریف کی راتوں کو نمازِ تراویح پڑھنا رمضان شریف کی ایک خاص مستقل نماز ہے' جو دوسرے مہینوں میں پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسنون نہیں فرمائی۔

صدیقین اور شہداء میں شمار

حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ......

جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَرَاَيْتَ اِنْ شَهِدْتُّ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَصَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَاَدَّيْتُ الزَّكَاةَ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ، وَقُمْتُهُ، فَمِمَّنْ اَنَا؟ قَالَ: مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ۔

﴿الترغیب والترہیب جلد اول مترجم: ۱۴۰۱ ☆ صحیح ابن حبان ☆ صحیح ابن خزیمہ باب فی فضل قیام رمضان﴾

ترجمہ:- ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور اُس نے عرض کی اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! ذرا بتلائیے، اگر میں اس بات کی گواہی دوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ دن میں پانچ وقت کی نماز اور زکوٰۃ ادا کروں اور رمضانُ المبارک کے روزے رکھوں اور رمضان میں قیام کروں (یعنی نمازِ تراویح پڑھوں) تو میں کن لوگوں میں شمار کیا جاؤں گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ (اگر تو ایسا کرے گا تو تیرا شمار) صدیقین اور شہداء میں ہوگا۔

وضاحت:- اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ صدیقین اور شہداء کا مقام حاصل ہونے میں تراویح کے عمل کو بھی دخل ہے۔ اور یہ فضیلت تراویح کے عظیم الشان عمل ہونے کا پتہ دیتی ہے۔

نمازِ تراویح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

غرضیکہ نماز تراویح سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی محبت ہے اور بعض اوقات جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں ظاہری وصال مبارک فرمانے کے بعد بھی نمازِ تراویح میں قرآنِ پاک سننے کے لئے تشریف لے آتے ہیں جیسا کہ...... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے نمازِ تراویح میں قرآنِ پاک سننے کے لئے دہلی تشریف لے آئے۔ اصل واقعہ ملاحظہ فرمائیں......

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۹ھ) نے بچپن ہی میں قرآنِ کریم حفظ کر لیا تھا۔ پہلے سال جب قرآن مجید سنایا۔ نمازِ تراویح ختم ہوئی تھی کہ ایک سوار بہت خوب زرہ بکتر وغیرہ لگائے' برچھا ہاتھ میں لئے تشریف لائے اور کہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ جو لوگ وہاں موجود تھے سب نے دوڑ کر اُن کو گھیر لیا اور پوچھا کہ حضرت! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں اور آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میرا نام ابوہریرہ ہے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم عبدالعزیز کا کلام مجید سننے چلیں گے۔ پھر مجھے ایک کام کے واسطے بھیج دیا' اِس لئے میں دیر سے پہنچا ہوں' اتنی بات کی اور غائب ہو گئے۔ ﴿کمالاتِ عزیزی:۲۳﴾

وضاحت:- اِس واقع سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ تراویح سے محبت اور قرآنِ پاک سُننے کے ذوق کا پتہ چلتا ہے' ایمان کی تازگی کے لئے چند واقعات ملاحظہ فرمائیں......

قرآنِ پاک سننے کا شوق

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم شاہ عبدالرحیم علیہ رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت سید عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ اصل میں قصبہ کھیڑی کے رہنے والے تھے، جو بارہہ کے نواح میں واقع ہے۔ اُن کے والد نے کھیڑی کو وطن بنالیا تھا۔ کمسنی ہی میں اُن کے والدین فوت ہو گئے تھے اور اُن کے دل میں اُسی وقت سے خدا طلبی کا جذبہ پیدا ہوا۔ جگہ جگہ اولیائے کرام کی تلاش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ پنجاب کے ایک بزرگ کی خدمت میں پہنچے جو علمِ قرآت میں یدِطولیٰ رکھتے تھے اور صحرائے پنجاب کی ایک مسجد میں اپنا وقت گزار رہے تھے۔ لوگوں کے میل جول اور آمدورفت سے بالکل فارغ البال اور انتہائی متوکل علی اللہ تھے۔ سید صاحب اُن کی خدمت میں رہ کر راہِ حق طلب کرنے لگے۔ اُن بزرگ نے سید صاحب سے فرمایا کہ تمہاری تلقین وہدایت ایک اور بزرگ سے وابستہ ہے، جہاں تم اِن شاءاللہ ضرور پہنچو گے۔ البتہ ہاں! حفظِ قرآن کی نعمت مجھ سے حاصل کیجئے۔ چنانچہ سید صاحب اسی جنگل میں مدتوں ٹھہرے رہے اور قرآن حفظ کیا۔ ان بزرگ کے فیضِ صحبت سے گوشہ نشینی اور ترکِ دُنیا کے آداب سیکھے اور نفس وشیطان کی کج رویوں سے کنارہ کشی کے انداز حاصل کئے۔

ایک دن وہ بزرگ اور حضرت سید صاحب دونوں قرآنِ مجید کا دور کر رہے تھے کہ کچھ لوگ عرب صورت، سبز پوش گروہ در گروہ ظاہر ہوئے۔ اُن کے سردار مسجد کے قریب کھڑے ہو کر ان قاریوں کی تلاوت سُننے لگے اور کہا ''بَارَکَ اللّٰہُ اَدَّیْتَ حَقَّ الْقُرْآن'' (اللہ برکت دے، تلاوتِ قرآن کا خُوب حق ادا کیا) یہ کہہ کر واپس پلٹے۔ اُن بزرگ کی عادت تھی کہ تلاوتِ قرآن کے وقت آنکھوں کو نیند کی سی حالت

میں رکھتے تھی اور کسی طرف بھی توجہ نہیں کرتے تھے۔ جب زیرِ تلاوت سورت کو آخر تک پڑھ لیا تو سید عبداللہ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ تھے؟ جن کی ہیبت سے میرا دل کانپ اُٹھا، مگر عظمت قرآن کے سبب میں اپنی جگہ سے اُٹھ نہ سکا۔ سید صاحب نے کہا قبلہ! یہ اِس وضع کے لوگ تھے۔ جب اُن کا سردار پہنچا تو مجھ میں یہ طاقت نہ رہی کہ میں اپنی جگہ پر بیٹھا رہوں۔ مجبوراً اُٹھا اور اُن کی تعظیم بجالایا۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اِسی وضع قطع کا ایک اور آدمی آیا اور کہنے لگا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کل مجمع اصحاب میں بیٹھے ہوئے اِس جنگل کے رہنے والے حافظ کی تعریف وصفت فرما رہے تھے اور ساتھ ہی فرمارہے تھے کہ کل علی الصباح ہم اُسے دیکھنے جائیں گے اور اُس کی قرأت بھی سُنیں گے، کیا آپ ﷺ تشریف لائے تھے یا نہیں؟ اگر آئے تھے تو کدھر کو گئے۔ ان دونوں بزرگوں نے جب یہ بات سُنی تو دائیں بائیں دوڑے مگر کوئی نشان نہ پایا، اِس واقعہ کے بعد مدتوں اُس جنگل سے خوشبو مہکتی رہی، جسے لوگ سونگھتے اور محسوس کرتے تھے۔ ﴿انفاس العارفین: ۱۴۳ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ﴾

-•••=======•••-

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جن دنوں اورنگ زیب ''اکبر آباد'' میں تھا میں میرزا زاہد ہروی محتسب لشکر سے کچھ اسباق پڑھتا تھا۔ اسی تقریب کے بہانے میں اپنے والد کے ہمراہ اکبر آباد آگیا۔ سید عبداللہ بھی سید عبدالرحمٰن کی رفاقت کے سبب وہاں موجود تھے۔ وہاں انہیں ایک عارضہ ہوگیا اور رحمتِ حق سے واصل ہوئے۔ انہوں نے وصیت کی کہ مجھے مسکینوں کے قبرستان میں دفن کرنا، تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔ چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ مَیں بھی اُس دن شدید بیمار تھا۔ جنازے کے

ساتھ جانے کی سکت نہیں تھی۔ جب میں تندرست ہوا اور چلنے پھرنے کی طاقت پیدا ہوئی تو ایک ایسے ساتھی کے ساتھ جو اُن کے جنازے اور دفن میں موجود تھا۔ زیارت و برکت کے لیے اُن کے مزار مبارک کی طرف چل پڑا۔ یہ اُن کی آخری وصیت کا کمال تھا کہ میرے ساتھی کافی غور وفکر کے باوجود اُن کی قبر نہ پہچان سکے۔ آخر اندازے سے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا۔ میں وہاں بیٹھ کر قرآن پڑھنے لگا۔ میری پشت کی طرف سے سید صاحب نے آواز دی کہ فقیر کی قبر ادھر ہے، لیکن جو کچھ شروع کر چکے ہو اُسے وہاں ہی تمام کرلو اور اس کا ثواب اسی قبر والے کو بخشو۔ جلدی مت کرو۔ جو کچھ پڑھ رہے ہو اُسے انجام تک پہنچاؤ۔ یہ سُن کر مَیں نے ساتھی سے کہا۔ اچھی طرح غور کرو۔ سید صاحب کی قبر وہی ہے، جدھر تم نے اشارہ کیا یا میری پیٹھ کے پیچھے ہے۔ تھوڑی دیر سوچ کر کہنے لگا، میں غلطی پر تھا۔ حضرت سید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر تمہارے پیچھے ہے۔ مَیں اسی سمت ہو کر بیٹھا اور قرآن پڑھنا شروع کیا۔ اسی اثناء میں دل گرفتہ اور غمگین ہونے کے سبب اکثر مقامات پر قواعد قرأت کی رعایت نہ کر سکا۔ قبر میں سے آواز آئی کہ فلاں فلاں جگہ پر تساہل سے کام لیا ہے۔ قرأت کے معاملے میں حزم واحتیاط کی ضرورت ہے۔ ﴿انفاس العارفین: ۵۷، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ﴾

(اِس سے سماعِ موتی اور بزرگانِ دین کے تصرفات کے بارہ میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ واضح ہو جاتا ہے)

-•••=======•••-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر

اِس واقعے سے جہاں نمازِ تراویح سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور قرآنِ پاک سننے کے ذوق کا پتہ چلتا ہے' وہاں اِس واقعے سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں اور اپنی اُمت کے احوال سے باخبر ہیں کہ وہ کیا کررہے ہیں اور آپ جب چاہیں' جہاں چاہیں جاسکتے ہیں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطاء سے ہر اُمتی کو جانتے ہیں اور اُن کی پریشانیوں سے بھی واقف ہیں اور یہی عقیدہ اکابر اہل سنت وجماعت کا ہے۔

چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ ''تفسیر عزیزی'' میں آیتِ مبارکہ ''وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا'' ﴿سورۂ بقرہ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''اور تمہارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تم پر قیامت کے دن گواہ ہوں گے' اِس لئے کہ وہ نورِ نبوت کے ساتھ دین قبول کرنے والے ہر شخص کے مرتبہ سے آگاہ ہیں کہ وہ میرے دین کے کس درجہ میں پہنچا ہے۔ اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ اور وہ کون سا پردہ ہے جس کی وجہ سے وہ ترقی سے محروم رہا ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہچانتے ہیں' تمہارے گناہوں کو' تمہارے ایمان کے درجات کو' تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے اخلاص ونفاق کو' اور اسی لیے حکم شرع کی وجہ سے دُنیا میں اُمت کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی مقبول اور واجب العمل ہے' اور وہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے کے حاضرین جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' ازواجِ مطہرات اور اہل بیت یا اپنے زمانے سے غائبوں جیسے اویس' صلہ' مہدی کے فضائل ومناقب اور حالات یا حاضروں اور غائبوں کے عیب اور برائیاں بیان فرماتے ہیں اُن پر اعتقاد واجب ہے۔ ﴿تفسیر عزیزی جلد اوّل مترجم: ۴۰۵﴾

بلکہ سَرورِ دو عالم نُورِ مجسم، شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے ساری دُنیا میرے سامنے کردی ہے اور میں دُنیا کی طرف اور جو کچھ قیامت کے دن تک اِس میں ہونے والا ہے سب کُچھ دیکھ رہا ہوں جیسے کہ میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ ﴿مواہب اللدنیہ للزرقانی: ۲۱۴/۷﴾

نیز حضرت علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر ''رُوح المعانی'' میں آیت مبارکہ '' یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا '' کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اِس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب سے فرما رہے ہیں کہ اے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ کو اُمت پر شاہد بنایا ہے کہ آپ اُن کے احوال کی نگرانی فرماتے ہیں اور اُن کے عملوں کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور آپ کی اُمت سے تصدیق وتکذیب یا ہدایت وگمراہی جو کُچھ صادر ہوتا ہے آپ اُس کے بھی گواہ ہیں۔ ﴿تفسیر رُوح المعانی جز ۲۲/۴۵﴾

چند واقعات ملاحظہ فرمائیں......

جیسا کہ حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے وطن پہنچ کر اُن سے نعت بھی سُنی اور اُن کے وجود پر دست شفقت پھیر کر شفاء عطا فرمادی...... مشہور واقعہ ہے۔

عربی نعت گوشعراء میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ شہرت شیخ الاسلام حضرت شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن سعید بن حماد البوصیری (حسن البوصیری) رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی، جن کا قصیدہ بُردہ تو بقائے دوام حاصل کرگیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یکم شوال ۶۰۸ھ مطابق ۷ مارچ ۱۲۱۳ء کو مصر کے ایک قصبے ولاص میں پیدا ہوئے اور ۶۹۶ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک اسکندریہ (مصر) میں ہے اور مزار کی اندرونی جانب چاروں طرف سنہرے حروف میں قصیدہ

بُردہ تحریر ہے۔ ابتدائی عمر سے شعر گوئی کا شوق تھا۔ عمر کا بیشتر حصّہ دربار داری میں گذرا۔ اس وقت مصر ایّوبیوں کے قبضہ میں تھا۔ قریب پچاس برس کی عمر میں مصر کے مشہور صوفی ابو العباس احمد المرسی (متوفی ۶۸۶ھ) کے مرید ہوئے۔ اس آستانہ فیض سے کلام میں سوز و گداز پیدا ہوا۔ آپ کا مجموعہ کلام ''دیوانِ بوصیری'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ فالج میں مبتلا ہوئے، جس کی وجہ سے نچلا نصف جسم بالکل سُن اور بے حس ہو گیا۔ متعدد حاذق اطباء کے علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' کے مصداق آپ روز بروز نحیف و کمزور ہوتے چلے گئے۔ اپنی صحت کی خرابی کی وجہ سے مایوس، متفکر اور غمگین رہتے تھے اور جناب باری تعالیٰ میں دُعا کرتے۔ خدائے ذوالجلال کارساز حقیقی اور مسبب الاسباب نے آپ کے دل میں القاء کیا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و مدح میں ایک قصیدہ نظم کریں۔ چنانچہ آپ نے یہ قصیدہ نظم کیا اور خدائے غفور الرحیم کے حضور میں اپنے مرض کے ازالہ کے لئے اُس کو واحد وسیلہ اور ذریعہ قرار دے کر جمعہ کی ایک رات ایک تنہا مکان میں بہ خلوص عقیدت و بحضورِ قلب پڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ آپ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ آپ یہ قصیدہ دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑھ رہے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی سماعت سے محظوظ و مسرور ہو رہے ہیں۔ جب آپ اس بیت ''کم ابرأت............الخ'' پر پہنچے تو حضرت ہادیٔ انام صلی اللہ علیہ وسلم نے بُردہ یمانی (یعنی چادر دھاری دار) عطا فرمائی۔ (عربی میں ''بُردہ'' دھاری دار چادر کو کہتے ہیں)۔ آپ جب بیدار ہوئے تو خود کو بالکل صحیح و تندرست بلکہ ایسا پایا گویا کبھی کوئی مرض لاحق ہی نہیں ہوا تھا اور جسم پر فی

الواقع وہ دھاری دار مبارک چادر موجود تھی۔ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہِ خداوندی میں شکرانہ ادا کیا' جس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے آپ کو شفائے کامل عطا فرمائی تھی۔

صبح علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کسی ضرورت سے بازار تشریف لے گئے تو راستہ میں آپ کے سامنے آکر ایک درویش نے سلام کیا اور نقل قصیدہ کی اجازت چاہی۔ علامہ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں متعدد قصائد لکھے ہیں۔ آپ کو کس قصیدہ کی نقل درکار ہے۔ درویش نے کہا اس قصیدہ کی جس کی ابتداء میں "امن تذکرہ جیران بذی سلم" (کیا تجھے ذی سلم کے ہمسائے یاد آ گئے) ہے۔ آپ نے متعجب ہو کر دریافت کیا کہ واللہ اب تک میرے اس قصیدے سے کوئی شخص مطلع نہیں۔ سچ بتائیے آپ نے کس سے سُنا۔ درویش نے کہا خدا کی قسم میں نے اس کو گذشتہ رات آپ سے سُنا تھا اور رات کے خواب کا واقعہ من وعن بیان کر دیا اور فرمایا کہ میں بھی اس وقت بارگاہِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھا۔ چنانچہ آپ نے انہیں اس کی نقل دے دی۔ شدہ شدہ یہ خبر ملک طاہر کے وزیر شیخ بہاؤالدین کو پہنچی وہ نہایت عقیدت سے سروپا برہنہ حضور علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اِس قصیدہ کو سُنا اور اسے نہایت احترام سے آنکھوں سے لگا کر سر پر رکھا اور طالب برکت ہوئے۔ یہ راز کُھل ہی چکا تھا اور اس قصیدہ کی برکت لوگوں پر عام طور پر ظاہر ہونے لگی تھی۔ صوفیائے کرام کے یہاں خاص طریقے سے اس قصیدہ کا ورد کیا جاتا ہے جس سے بے شمار برکتیں اور فوائد ظاہر ہوتے ہیں۔ اس قصیدہ کے اشعار کو روحانی اثر انگیزیوں کی بناء پر زبانی یاد کیا جاتا ہے۔ عمارتوں پر سنہرے حروف میں نقش کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ترکی حکومت نے گنبد خضریٰ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کے دوسرے حصوں میں اسے نقش کروایا تھا' جس کو موجودہ حکومت نے مٹوادیا ہے۔ پورے قصیدہ کی معجزانہ صفات پر یقین رکھا جاتا ہے اور اس کے ہر ہر شعر سے کوئی نہ کوئی مافوق الفطرت طاقت اور تاثیر وابستہ ہے۔

﴿سیرت النبی بعد از وصال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۳۷۴ ر از محمد عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ' فیروز سنز لمیٹڈ لاہور﴾

-•••=========•••-

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک بار مجھے بخار کا عارضہ لاحق ہوا اور بیماری طول پکڑ گئی' حتیٰ کہ زندگی سے نا اُمیدی ہو گئی' اِس دوران مجھے غنودگی ہوئی تو میں نے دیکھا کہ شیخ عبدالعزیز تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں بیٹا! رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیری عیادت کے لیے تشریف لا رہے ہیں اور غالباً اِس طرف سے تشریف لائیں گے جس طرف تیری چارپائی کی پائنتی ہے۔ لہٰذا اپنی چارپائی کو پھیر لو تاکہ تمہارے پاؤں اُس طرف نہ ہوں۔

یہ سُن کر مجھے کچھ افاقہ ہوا' اور چونکہ مجھے گفتگو کرنے کی طاقت نہ تھی۔ مَیں نے حاضرین کو اشارہ سے سمجھایا کہ میری چارپائی پھیر دو! اُنہوں نے چارپائی کا رُخ بدلا ہی تھا کہ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا......

"كَيْفَ حَالُكَ يَا بُنَيَّ" (اے بیٹے! کیا حال ہے؟)

اس ارشادِ گرامی کی لذت مجھ پر ایسی غالب ہوئی کہ مجھ پر آہ و بکا اور وجد و اضطراب کی عجیب و غریب کیفیت طاری ہوگئی۔ پھر مجھے میرے آقا' اُمت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح گودِ مبارک میں لے لیا کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیراہن مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہو گیا۔ پھر آہستہ آہستہ یہ

حالت سکون سے بدل گئی۔

اسی وقت میرے دل میں خیال آیا کہ مدت گزر گئی اِس شوق سے کہ کہیں سے سرکارِ دوعالم ﷺ کے بال مبارک دستیاب ہوں، کتنا کرم ہوگا اگر آقا مجھے یہ دولت عنایت فرمائیں۔ بس یہ خیال آنا ہی تھا کہ حضورِ اکرم ﷺ میرے اس خیال پر مطلع ہوئے اور آپ ﷺ نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ مبارک پھیرا اور دو بال مبارک مجھے عطا فرمائے۔

پھر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ دونوں مقدس بال عالمِ بیداری میں بھی میرے پاس رہیں گے یا نہیں، تو میرے اِس خیال سے مطلع ہو کر حضور ﷺ نے فوراً فرمایا: بیٹا! یہ دونوں بال مبارک عالم بیداری میں بھی تیرے پاس رہیں گے۔ زاں بعد سرکارِ دوعالم ﷺ نے صحتِ کلی اور درازی عمر کی بشارت دی تو مجھے اُسی وقت آرام آگیا۔

مَیں نے چراغ منگایا اور دیکھا تو میرے ہاتھ میں وہ موئے مبارک نہ تھے، میں غمگین ہو کر پھر دربارِ رسالت ﷺ کی طرف متوجہ ہوا۔ غیبت واقع ہوئی اور دیکھا کہ آقائے دوجہاں ﷺ جلوہ افروز ہیں اور فرمارہے ہیں، بیٹا ہوش کر! میں نے دونوں بال تیرے تکیے کے نیچے احتیاط سے رکھ دیے ہیں، وہاں سے لے لو۔

میں نے بیدار ہوتے ہی تکیے کے نیچے سے بال مبارک لے لیے اور ایک پاکیزہ جگہ میں نہایت تعظیم وتکریم کے ساتھ محفوظ کر لیے۔ چونکہ بخار کے بعد کمزوری غالب آگئی تھی، لہٰذا حاضرین نے سمجھا شاید موت کا وقت آگیا ہے اور وہ رونے لگے۔ نقاہت کے سبب مجھ میں بات کرنے کی سکت نہ تھی، اِس لیے میں اشارہ کرتا رہا، پھر کچھ عرصہ بعد مجھے قوت حاصل ہوگئی اور میں بالکل تندرست ہوگیا۔

نیز حضرت موصوف فرماتے ہیں کہ اُن دونوں موئے مبارک کا خاصہ تھا کہ آپس میں لپٹے رہتے تھے لیکن جب درود پاک پڑھا جاتا' دونوں علیحدہ علیحدہ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔

دوسرے...... یہ دیکھا کہ ایک مرتبہ تین آدمی جو اس معجزے کے منکر تھے' آئے اور آزمائش چاہی' میں بے ادبی کے خوف سے آزمانے پر رضامند نہ ہوا' لیکن جب مناظرہ طول پکڑ گیا تو عزیزوں نے وہ بال مبارک مؤدب ہو کر ہاتھوں میں اُٹھائے اور دھوپ میں لے گئے' اُسی وقت بادل آیا اور اُس نے سایہ کر دیا' حالانکہ سخت دھوپ تھی اور بادل کا موسم بھی نہ تھا۔

یہ دیکھ کر اُن میں سے ایک نے توبہ کر لی اور مان گیا' جبکہ دوسرے دونوں نے کہا یہ اتفاقی امر تھا۔ دوسری بار پھر وہ موئے مبارک دھوپ میں لے گئے تو پھر بادل نے آکر سایہ کر دیا دوسرا بھی تائب ہوا۔ تیسرے نے کہا اب بھی اتفاقی امر ہے تیسری مرتبہ پھر دھوپ میں لے گئے تو بادل نے سایہ کر دیا تو تیسرا بھی تائب ہو کر مان گیا۔

سوم...... یہ کہ ایک بار کچھ لوگ موئے مبارکہ کی زیارت کے لیے آئے تو میں موئے مُبارکہ والے صندوق کو باہر لایا' کافی لوگ جمع تھے۔ میں نے تالا کھولنے کے لیے چابی لگائی تو تالا نہ کُھلا۔ بڑی کوشش کی' مگر میں تالا کھولنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ پھر میں اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ اُن لوگوں میں فلاں آدمی ناپاک ہے۔ اُس کی شامت ہے کہ تالا نہیں کُھل رہا۔ میں نے پردہ پوشی کرتے ہوئے سب کو کہا جاؤ! دوبارہ طہارت کر کے آؤ۔ جب وُہ ناپاک آدمی مجمع سے باہر چلا گیا تو اُسی وقت بڑی آسانی سے تالا کُھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میرے والد ماجد نے آخر عمر میں تبرکات تقسیم فرمائے تو ایک بال مُبارک مجھے بھی عنایت فرمایا، جس پر پرُوردگارِ عالم کا شکر ہے۔......وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

﴿انفاسُ العارفین:۱۰۴ ازشاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ﴾

-•••=========•••-

ابن بشکوال نے حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ مَیں حج کے لیے روانہ ہوا تو میرے ساتھ ایک اور آدمی ہولیا، میں نے اُس کو دیکھا کہ وُہ کھڑا ہو تو دُرود پاک، بیٹھا ہو تو دُرود پاک، جائے تو دُرود پاک، آئے تو دُرود پاک پڑھتا رہتا ہے، یعنی ہر ہر موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود و سلام کا تحفہ پیش کرتا ہے۔

مَیں نے اُس سے اِس کا سبب دریافت کیا: تو اُس نے بتایا کُچھ سال ہوئے مَیں اپنے باپ کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ ہوا، جب ہم حاضری دے کر واپس ہوئے تو ایک منزل پر ہم اُترے اور آرام کیا۔ میں سو گیا تو خواب میں کِسی نے آکر کہا: اے اللہ کے بندے! اُٹھ تیرا باپ فوت ہو گیا ہے اور اُس کا حال دیکھ! اُس کا چہرہ سیاہ ہو گیا ہے۔ میں گھبرا کر اُٹھا، باپ کے منہ سے کپڑا اُٹھایا تو دیکھا وُہ فوت ہو چکا تھا اور اُس کا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔

میں غمزدہ اور پریشانی کی حالت میں بیٹھا تھا کہ مُجھے پھر نیند آ گئی، میں نے عالمِ رؤیا میں دیکھا کہ میرے باپ کے پاس چار حبشی کھڑے ہیں، اُن کے ہاتھوں میں لوہے کی گُرزیں ہیں، ایک سر کے پاس تھا، ایک پاؤں کے پاس، ایک دائیں جانب اور چوتھا بائیں جانب تھا۔ ابھی وُہ مارنے نہ پائے تھے کہ اچانک ایک بزرگ حسین

وجمیل چہرہ، سبز پیراہن زیب تن ہے، تشریف لائے۔

آتے ہی فرمایا: پیچھے ہٹ جاؤ! یہ سُن کر وُہ چاروں پیچھے ہٹ گئے اور اُس مرد بُزرگ نے میرے باپ کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا اور منہ پر ہاتھ مبارک پھیر دیا۔ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اُٹھ! اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کا چہرہ منور اور روشن کر دیا ہے۔ مَیں نے عرض کی، آپ کون ہیں؟ تو فرمایا: مَیں محمد رسول اللہ (ﷺ) ہوں۔

مَیں نے آگے بڑھ کر کپڑا اُٹھایا تو میرے باپ کا چہرہ روشن اور جگمگا رہا تھا، پھر میں نے اچھے طریقے سے کفن دفن کر دیا اور بتایا کہ میرا باپ کثرت سے دُرود پاک پڑھا کرتا تھا۔ ﴿سعادۃ الدارین:۱/۳۴۸﴾

-•••=========•••-

شیخ ابو حفص عمر بن حسن سمرقندی نے اپنے ایک اُستاذ کی زبانی اُن کے باپ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ مَیں حج کرنے گیا تو وہاں ایک آدمی کو دیکھا، جو ہر جگہ کثرت سے دُرودِ پاک پڑھتا ہے، حرم شریف میں دیکھا، طواف کرتے دیکھا، منیٰ میں دیکھا، عرفات میں دیکھا، قدم اُٹھاتا ہے تو دُرود پاک، قدم رکھتا ہے تو دُرود پاک۔

آخر مَیں نے سوال کیا اے اللہ کے بندے! یہاں ہر مقام کی علیحدہ علیحدہ دعائیں ہیں، نوافل ہیں، مگر تو ہر جگہ پر درودِ پاک ہی پڑھتا ہے۔

یہ سن کر اُس نے بتایا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حج کے ارادہ سے خراسان سے چلا، جب ہم کوفہ پہنچے تو میرا باپ بیمار ہو گیا اور پھر بیماری دن بدن بڑھتی گئی، حتیٰ کہ میرا باپ فوت ہو گیا تو میں نے اُس کا چہرہ کپڑے سے ڈھانپ دیا، تھوڑی دیر بعد جب میں نے باپ کے چہرے سے کپڑا اُٹھایا تو دیکھا کہ میرے باپ کا چہرہ گد

ھے کا سا ہو گیا ہے۔ میں بہت گھبرایا اور پریشان ہوا' مجھے تشویش لاحق ہوئی کہ میں کسی کو کیسے کہہ سکتا ہوں کہ تجہیز و تکفین میں میری امداد کرو۔

میں باپ کی میت کے پاس مغموم و پریشان ہو کر اپنا سر زانو میں ڈال کر بیٹھ گیا' اونگھ آگئی اور دیکھا کہ ایک بزرگ نہایت ہی حسین و جمیل' پاکیزہ صورت تشریف لائے اور قریب آکر میرے باپ کے چہرہ سے کپڑا اُٹھایا' ایک نظر دیکھا' اپنے ہاتھ سے چہرہ کو مَلا' اور دوبارہ ڈھانپ دیا' پھر مجھے فرمایا: تو پریشان کیوں ہے؟

میں نے عرض کی: میں پریشان اور غمگین کیوں نہ ہوں کہ میرے باپ کا یہ حال ہے۔ اُنہوں نے فرمایا: تجھے بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ پر فضل و کرم کر دیا ہے اور کپڑا ہٹا کر مجھے دکھایا۔ میں نے دیکھا تو میرے باپ کا چہرہ بالکل ٹھیک ہو گیا ہے اور چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہے۔ جب وہ بزرگ جانے لگے تو میں نے اُن کا دامن تھام لیا اور عرض کیا کہ آپ یہ تو بتاتے جائیں کہ آپ کون ہیں؟ آپ کا تشریف لانا ہمارے لیے باعث برکت و رحمت ہوا' آپ نے میری بیکسی میں مجھ پر رحم فرمایا۔

یہ سن کر فرمایا: مَیں ہی شفیع مجرماں ہوں' مَیں ہی گناہگاروں کا سہارا ہوں' پناہ عاصیاں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ یہ سنتے ہی میرا دل باغ باغ ہو گیا' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کا کونا پکڑ لیا اور آپ کے قدموں پر گرا' اور قدم بوسی کی۔ پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام! خدا کے لیے یہ تو فرمایئے کہ میرے باپ کا چہرہ کیوں تبدیل ہو گیا تھا۔ اور میرے باپ کے انتقال کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے ہوئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تیرا والد ہر رات سونے سے پہلے مجھ پر

تین سو بار درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ آج رات کو جب وہ درود میرے پاس نہیں پہنچے تو میں نے اُس فرشتے سے جو میرے پاس درود پہنچایا کرتا ہے' اُس سے دریافت کیا کہ آج فلاں شخص کا درود کیوں نہیں آیا' تو فرشتہ نے جواب دیا کہ اُس کا انتقال ہو گیا ہے اور یہ حال ہو رہا ہے یعنی اُس کی شکل تبدیل ہو گئی ہے۔ مجھے تیرے باپ پر رحم آ گیا اور مَیں تشریف لے آیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا باپ سود خور تھا اور قانونِ قدرت ہے کہ سود خور کا چہرہ دُنیا میں تبدیل ہو گا یا آخرت میں تبدیل ہو جائے گا اور تیرے باپ کا چہرہ دُنیا میں ہی تبدیل ہو گیا تھا۔ پس میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا' اُس نے میری شفاعت کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا۔

پھر جب میں بیدار ہوا تو میں نے اپنے والد محترم کے چہرے سے کپڑا ہٹا کر جو دیکھا تو یوں نظر آیا گویا چودھویں کا چاند۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

جب صبح ہوئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ چاروں طرف سے جوق در جوق آ رہے ہیں۔ میں حیران تھا کہ ان کو کس نے خبر کر دی ہے۔ میں نے ان آنے والوں سے پوچھا کہ تمہیں کیسے پتہ چلا۔ انھوں نے بتایا ہم نے ایک ندا سنی ہے کہ جو چاہے اُس کے گناہ بخش دیے جائیں' وہ فلاں' جگہ فلاں شخص کی نمازِ جنازہ میں شریک ہو جائے۔ پھر نہایت ہی احتیاط سے تجہیز و تکفین کی گئی اور بڑی عزت و شان کے ساتھ نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا گیا۔

تجہیز و تکفین کے بعد میں تھوڑا سا وقت والد محترم کی قبر کے پاس بیٹھا رہا' میں نیند و بیدار کی درمیانی حالت میں تھا کہ مَیں نے ہاتف غیبی کی یہ آواز سُنی ''تمہیں کچھ معلوم ہے کہ جس عنایت الٰہی نے تمہارے والد کو اپنی آغوش میں لے لیا ہے' اس کا سبب کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا' ہاتف نے کہا اس کا سبب نبی

کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھنا ہے۔

﴿سعادۃ الدارین:۱/۳۴۸☆نزہۃ المجالس:۲/۲۰۷﴾

﴿تنبیہ الغافلین:۱۶۱☆آبِ کوثر:۱۷۶﴾

-•••==========•••-

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سے بیان کیا کہ میں کہیں جا رہا تھا' اتنے میں مَیں نے ایک جوان کو دیکھا جو بغیر "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ" کے نہ قدم اُٹھاتا تھا' نہ رکھتا تھا۔ مَیں نے اُس سے پوچھا کیا علم کے ساتھ تو یہ کہتا ہے۔ اُس نے کہا' تو کون ہے؟ میں نے کہا "سفیان ثوری"۔ وہ بولا: سفیانِ عراق۔ میں نے کہا: ہاں! اُس نے پوچھا' کیا تو نے خدا کو پہچانا۔ میں نے کہا: ہاں!۔ اُس نے پوچھا' اُسے کیسے پہچانا ہے۔ میں نے کہا وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور شکم مادر میں بچہ کی صورت بناتا ہے۔ اُس نے کہا جو خدا کے پہچاننے کا حق ہے تو نے اُسے نہیں پہچانا۔ میں نے اُس سے پوچھا تو نے اُسے کیسا پہچانا ہے۔ اُس نے کہا' میں نے پختہ قصد کیا' اُس نے میرا قصد فسخ کر دیا۔ میں نے پکا ارادہ کیا' اُس نے میرا ارادہ گھٹا دیا۔ اس سے میں نے پہچان لیا کہ میرا کوئی مدبر ہے' جو میری تدبیر کرتا ہے۔ میں نے پوچھا تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود کیسے پڑھا کرتا ہے۔ اُس نے کہا: میں اپنی ماں کو لے کر حج کے لئے نکلا۔ میری ماں مکہ میں ٹھہر گئی' اُس کا پیٹ پھول گیا اور چہرہ سیاہ پڑ گیا۔ اس سے مجھے معلوم ہوا کہ میری ماں گناہوں کی مرتکب ہوئی ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کی' والدہ محترمہ کی مصیبت کو دُور کرنے کے لئے درخواست پیش کی' اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ تہامہ کی جانب سے ایک ابر نمودار ہوا'

جس میں سے ایک شخص جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا' نمودار ہوا۔ اُس نے میری والدہ کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو وہ سفید ہو گیا' پھر پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بھی جاتا رہا۔ میں نے عرض کی حضور آپ کون ہیں' جنہوں نے میری اور میری ماں کی مصیبت کو دور کر دیا۔ اُنہوں نے فرمایا: تیرا نبی (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)۔ مَیں نے عرض کیا: یا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے وصیت فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بغیر "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ" کہے ہوئے کوئی قدم نہ اُٹھایا کر۔

﴿نزہۃ المجالس:۲/۲۰۷﴾

-•••=========•••-

جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں
اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ......

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب رمضان شریف کا پہلا دن ہوتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اپنے منادی فرشتہ رضوان (جو کہ بہشتوں کا خازن ہے) سے فرماتے ہیں۔ اے رضوان! فرشتہ کہتا ہے اے میرے آقا! میں حاضر ہوں۔ حکم ہوتا ہے کہ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ داروں اور قیام کرنے والوں کے لئے بہشتوں کو آراستہ کرو اور رمضان کا مہینہ ختم ہونے تک اسے بند نہ کرنا۔ جب رمضان کا دوسرا دن ہوتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ دوزخ کے داروغہ فرشتہ مالک کو حکم دیتے ہیں کہ اے مالک! دوزخ کے دروازے اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ داروں اور قیام کرنے والوں پر بند کردو پھر دوزخ کے دروازے آخر رمضان تک بند رہتے ہیں۔ رمضان شریف کا جب تیسرا دن ہوتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ جبریل علیہ السلام کو حکم دیتے ہیں کہ زمین پر جاؤ اور سرکش شیاطین کو قید کرو اور گلے میں طوق ڈالو اور سرکش جنات کو بھی قید کردو تاکہ میرے روزہ دار بندوں میں فساد نہ پھیلا سکیں نیز اللہ تعالیٰ کا ایک مقرب فرشتہ ہے جس کا سر عرش کے نیچے اور پاؤں سات زمینوں کے نیچے ہوتے ہیں اُس کے دو پر ہوتے ہیں ایک مشرق میں پھیلا ہوتا ہے اور دوسرا مغرب میں ایک سرخ یاقوت کا ہوتا ہے اور دوسرا سبز زبرجد کا۔ رمضان کی ہر رات وہ اعلان کرتا ہے کہ ہے کوئی توبہ

کرنے والا کہ اُس کی توبہ قبول کی جائے؟ ہے کوئی استغفار کرنے والا کہ اُس کی مغفرت کی جائے؟ ہے کوئی حاجتمند کہ اُس کی حاجت پوری کی جائے؟ اے خیر کے طلبگار! خوش ہو جا' اے شر کا ارادہ کرنے والے! رُک جا اور بصیرت سے کام۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہٗ رمضان شریف میں افطار اور سحری کے وقت ایسے سات ہزار آدمیوں کو جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہو چکے تھے' اور جس رات شب قدر ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں' وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اُترتے ہیں' اُن کے ایسے سبز رنگ کے دو پر ہوتے ہیں جو موتیوں اور یاقوت سے مزین و آراستہ ہوتے ہیں اور اُن دو پروں کو صرف اسی رات میں کھولتے ہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ شانہٗ کا فرمان ہے "تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ" (سورۃ القدر) فرشتے اور روح الامین (جبریل علیہ السلام) اپنے رب کے حکم سے اُترتے ہیں۔ فرشتے سدرۃ المنتہیٰ کے نیچے ہوتے ہیں اور روح سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام ہر روزہ دار' کھڑے اور خشکی و تری میں نماز پڑھنے والے کو سلام کرتے ہیں "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُؤْمِنُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُؤْمِنُ" کہ جب طلوعِ فجر کا وقت ہوتا ہے تو جبریل علیہ السلام اور دوسرے فرشتے واپس آسمانوں پر چلے جاتے ہیں۔ اہل آسمان جبریل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں' اے جبریل! حق تعالیٰ شانہٗ نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کے وارثوں کے ساتھ کیا کیا؟ جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے اُن کے ساتھ خیر و بھلائی کا معاملہ کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے کروبین' جبریل علیہ السلام سے ملاقات کرتے ہیں اور کہتے ہیں' حق تعالیٰ شانہٗ نے ماہِ رمضان میں روزہ رکھنے والوں کے ساتھ کیا معاملہ

کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں حق تعالیٰ شانہٗ نے اُن کے ساتھ خیر و بھلائی کا معاملہ کیا ہے۔ پھر جبریل علیہ السلام کے ساتھ دوسرے فرشتے بھی حق تعالیٰ شانہٗ کے دربار میں سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں: اے میرے فرشتو! تم گواہ رہو' میں نے رمضان شریف کے روزہ داروں کی مغفرت کر دی' بجز اُس آدمی کے جس پر جبریل علیہ السلام نے سلام نہیں کیا۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام اس رات ان لوگوں پر سلام نہیں کرتے۔ (۱) شراب کے عادی (۲) جادوگر (۳) شطرنج کھیلنے اور طبلہ بجانے والے (۴) والدین کے نافرمان

پھر جب عید الفطر ہوتی ہے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں: اے اُمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! رب تعالیٰ (کے دربار) کی طرف چلو۔ پھر جب مومنین عیدگاہ میں پہنچ جاتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہٗ پکارتے ہیں کہ اے میرے فرشتوں! بتاؤ کیا بدلہ ہے اُس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے معبود! اُس کا بدلہ یہی ہے کہ اُس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔ حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں' یہ میرے نیک بندے ہیں اور میرے نیک بندوں کی اولاد ہیں' میں نے انہیں روزوں کا حکم دیا' سو انہوں نے روزے رکھے' انہوں نے میری اطاعت کی اور میرے فریضہ کو پورا کیا۔ ایک منادی فرشتہ اعلان کرتا ہے' اے اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کامیاب و کامران واپس لوٹ جاؤ' تمہاری مغفرت ہو چکی ہے۔

﴿الترغیب والترہیب جلد اول مترجم: ۳۹۸ ☆ کنز العمال حصہ ہشتم﴾

-•••=======•••-

نمازِ تراویح ثواب کی چیز ہے

ابن خزیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وعظ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے' بہت مبارک مہینہ ہے' اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو فرض فرمایا ہے اور اس کے رات کے قیام (تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض کو ادا کیا اور جو شخص اِس مہینہ میں فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے' یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کرنے کا ہے' اِس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اُس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کا ثواب ہوگا' مگر اس روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا: یہ ثواب اللہ تعالیٰ ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرانے والے کو بھی عطا فرما دیتا ہے اور جس شخص نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا' حق تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوض سے اُس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی' یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اوّل حصہ اللہ کی رحمت ہے' درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے۔ چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو' جن میں سے دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب تعالیٰ کو راضی کرو' کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں جن کے بغیر چارہ کار نہیں وہ یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگو۔

﴿شعب الایمان / کنز العمال حصہ ہشتم﴾

ہر سجدہ کے بدلے ڈیڑھ ہزار نیکی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان شریف کی پہلی رات آتی ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ پھر رمضانُ المبارک کی آخری رات تک کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور رمضان شریف کی راتوں میں ایماندار آدمی جو نماز پڑھتا ہے (نمازِ تراویح ہو یا دیگر نوافل)، ہر سجدے کے بدلے اُس کے لئے پندرہ سو نیکی لکھی جاتی ہے اور جنت میں اُس کے لئے سرخ یاقوت کا ایک محل تعمیر کیا جاتا ہے، جس کے ساٹھ ہزار دروازے ہوتے ہیں، اُس کے ہر دروازے میں سرخ رنگ کے یاقوتی جڑاؤ کا ایک سونے کا محل ہوتا ہے، جو سرخ یاقوت سے مزین ہوتا ہے۔ ایماندار آدمی جب رمضان شریف کا پہلا روزہ رکھتا ہے، اُس کے سابقہ گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور صبح کی نماز سے مغرب تک پورا رمضان شریف کا مہینہ روزانہ ستر ہزار فرشتے اُس کے لئے بخشش کی دُعا کرتے رہتے ہیں اور ماہِ رمضان میں وہ جو سجدہ بھی کرتا ہے، خواہ دن کو یا رات کو اُس کے ہر سجدہ کے بدلہ جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے، اس کا سایہ اس قدر دراز ہوگا کہ ایک گھوڑ سوار اس کے سایہ میں پانچ سو سال تک چل سکتا ہے۔ ﴿الترغیب والترہیب جلد اول مترجم: ۳۹۵ ☆ شعب الایمان جلد سوم﴾

اِس حدیث پاک میں ایک سجدہ کی ڈیڑھ ہزار نیکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دی ہے۔ ایک رکعت کے دو سجدے، ایک رکعت کی تین ہزار نیکیاں، جو لوگ مسلمانوں کو 12 رکعتیں کم پڑھاتے ہیں، سوچیں وہ مسلمانوں کو 36 ہزار نیکیوں کا خسارہ دیتے

ہیں۔ خود بھی خسارے میں اور مسلمانوں کو دھوکہ دے کر خسارے کی طرف لے جا رہے ہیں۔

مزید غور کرو کہ تھوڑی سی کوشش سے نبی کریم ﷺ کی سنت ادا ہونے کے ساتھ ساتھ بیس رکعت نمازِ تراویح پڑھنے سے اِس حدیث پاک کی روشنی میں اور فائدوں کے ساتھ 60 ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔ کوئی کم فہم ہی ہوگا جو اتنے نفع والے عمل کو چھوڑ کر خسارے میں چلا جائے اور عقل و بصیرت کا دامن ہاتھ سے چھوڑ کر دُنیوی اور اُخروی نفع سے محروم ہونے کی سوچ کو اپنائے گا۔

--•••========•••--

سبحان اللہ! کیا عجیب جوشِ محویت ہے کہ مسلمان دن بھر کی بھوک اور پیاس کے بعد رات کو خدا کی یاد کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ دُنیا دار نفس پرست کیلئے گمان ہو سکتا تھا کہ دن بھر کی بھوک و پیاس کا تھکا ہارا بندہ رات کو آرام کرے اور اُس کی نمازِ عشاء میں بھی اگرچہ بالکل معافی نہ ہو تو کچھ رکعتیں ہی کم کر دی جائیں، مگر ایسا نہیں ہوا، بلکہ وہ اپنے پیارے رسولِ مقبول ﷺ کی اِتباع میں، جن کے پاؤں مبارک قیامُ اللیل سے ورم کر جاتے تھے، سترہ رکعت میں تخفیف کی بجائے سینتیس (۳۷) رکعتیں ادا کرتا ہے۔ بس شب کو جب جہان سنسان ہوتا ہے، دُنیا کا ذرہ ذرہ مجسم خاموشی اور محوِ خوابِ شیریں ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو شیفتگانِ سنتِ محمدیہ ﷺ اپنے بستروں کو خالی کر کے خدا کی یاد میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

عارفِ کھڑی میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

رات پوے تے بے دَرداں نوں نیند پیاری آوے
تے دَردمنداں نوں یاد سجن دی ستیاں آن جگاوے

ہمارے پیرومرشد حضرتِ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے

ساون کی کالی راتوں میں، جب بوندھا باندھی ہوتی ہے

یہ یادِ خدا میں روتے ہیں، جب دُنیا مست سوتی ہے

اُس خدائے واحد کی حمد و ثناء کرتے ہیں۔ جس نے اِس ظلمت کدۂ دُنیا میں ان کو ایک ایسا نور بخشا، جس سے انکے قلوب منور ہو گئے۔ بندے اور خدا کے حقیقی تعلقات قائم ہو گئے۔

اللہ ربُّ العزت نے ایسے ہی اپنے بندوں کی شان قرآن مجید میں بیان فرمائی۔

ارشادِ خداوندی ہے......

"وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ○"

﴿پ ۱۹، سورۃ الفرقان آیت نمبر ۶۴﴾

ترجمہ:- اور یہ وہ ہیں جو اپنے رب کے سامنے سجدہ اور قیام کی حالت میں راتیں بسر کرتے ہیں۔

-•••=====•••-

تیس رات تک اللہ تعالیٰ نے مسلسل تم کو تراویح میں اپنا کلام سنوایا۔ اپنے جنت کے لئے وعدے تازے فرمائے، دوزخ کے عذاب سے ڈرایا اور اس سے باز رہنے کی ہدایت کی۔ اس سے بڑی بات اور کیا چاہئے کہ تیس رات تک احکم الحاکمین سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ دُور سے نہیں بالکل قریب، سے اتنا قریب بلالیا کہ تمام عمر مجاہدے کرتے رہتے تب بھی اتنا قریب نہیں آسکتے تھے۔ بغیر استحقاق کے روزانہ زائد بیس رکعت نمازِ تراویح کے ذریعہ سے چالیس مقاماتِ

قرب (سجدے) مزید عطا فرما دیئے۔ ہر سجدہ مقامِ قرب ہی تو ہوتا ہے۔ اِس طرح کہ ہر دوسرا سجدہ مقامِ اعلیٰ پر ہوتا ہے۔ اِس طرح مقامِ قرب میں پیہم (مسلسل) ترقی عطا فرمائی۔ یہ سب علامات تعلق مع اللہ ہیں۔ کوئی دُوسرا جذبہ اور مقصد اِس کا محرک نہ ہو۔ اِسی ایمان اور احتساب سے ہمارے اعمال کا تعلق اللہ تعالیٰ سے جڑتا ہے' بلکہ یہی ایمان واحتساب ہمارے اعمال کے قلب و رُوح ہیں' اگر یہ ہوں تو پھر ظاہر کے لحاظ سے بڑے سے بڑے اعمال بھی بے جان اور کھوکھلے ہیں جو خدانخواستہ قیامت کے دن کھوٹے سکّے ثابت ہوں گے اور اِیمان و اِحتساب کے ساتھ بندے کا ایک عمل بھی اللہ کے ہاں اتنا عزیز اور قیمتی ہے کہ اِس کے صدقہ اور طفیل میں اس کے برس ہا برس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان اور احتساب کی یہ صفت اپنے فضل سے نصیب فرمائے۔

-•••=======•••-

باجماعت نمازِ تراویح کی فضیلت

بہشتی محل کا ملنا

رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو تراویح کی نماز امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے بہشت میں محل عطاء فرمائے گا۔ ہر محل میں ایک مہینہ کا رستہ (مسافت) ہوگا' ہر مہینہ تیس دن کا اور ہر دن ہزار برس کا۔

﴿سراج الواعظین معہ تذکرۃ الذاہدین﴾

ماہ رمضان رحمت رَبّ دِی پڑھن تراویح آؤ
ملسی اِک محل رنگیلا بہت فراخ بھراؤ
حوراں بھی رب دیسی تینوں ہور غلام ہزاراں
تخت اُپرے ناز نیناں نوں بیٹھیں نال بہاراں

بیس ہزار گناہوں کی معافی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو ماہِ رمضان میں تراویح پڑھے تو اُس کے بیس ہزار گناہ بخشے جاتے ہیں۔ ﴿سراج الواعظین معہ تذکرۃ الذاہدین﴾

جب نمازِ تراویح کی فضیلت اِس قدر ہے تو مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسی نماز کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیں' تھوڑے روز تکلیف گوارا کرلیں' ڈھیروں ثواب کما لیں' جنتی محل حاصل کرلیں' گناہ بخشوالیں' آخرت سنور جائے گی اور نمازِ تراویح کو چھوڑ کر ثوابِ آخرت سے محروم نہ رہیں۔

قیام سنت پاک نبی دی ' ماہ رمضان مہینے
پڑھو تراویح رَل مِل بھائی ' روشن ہوون سینے
بیں رکعتاں پڑھو تراویح ' چھوڑ تعَصُّب جاؤ
مومن مسلم رَل مِل بھائی مسجد طرفِ سَدھاؤ
سنو قرآن! مومن رَل مِل بھائی نیکی دا پھل پاؤ
کینہ غصب دل دے وچوں سارا باہر گواؤ
ایہ مہینہ رحمت ربدی پڑھن تراویح آؤ
ملسی اک محل رنگیلا بہت فراخ بھراؤ
حوراں بھی رب دیسی تینوں ہور غلام ہزاراں
تخت اُپرے ناز نیناں نوں بیٹھیں نال بہاراں
اج کر لے نیکی وچہ رمضانے ' بھلکے موجاں مانے
ویکھ نبی ﷺ فرمایا تینوں ' کر لے سمجھ سیانے

نمازِ تراویح کی ترغیب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صحابہ رضی اللہ عنہم کو) قیامِ رمضان (تراویح) کا شوق دلاتے تھے۔ لیکن اسے فرض سمجھنے کا حکم نہیں فرماتے تھے۔ پھر ارشاد فرماتے جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور طلب ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا، اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے۔

﴿مسلم شریف کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیامِ رمضان، وھوالتراویح﴾

﴿الترغیب والترھب جلداول مترجم:۳۹۳﴾

ابن سائب کی روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رمضانُ المبارک میں لوگوں کو قیامُ اللیل کراتے تھے۔ ﴿کنزالعمال حصہ ہشتم﴾

-•••=========•••-

عرفجہ روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رمضان میں لوگوں کو قیامُ اللیل کا حکم دیتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ ایک امام مردوں کے لئے مقرر فرماتے تھے اور ایک امام عورتوں کے لئے۔ عرفجہ کہتے ہیں: مجھے عورتوں کا امام مقرر کیا گیا تھا۔ ﴿کنزالعمال حصہ ہشتم﴾

-•••=========•••-

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مَیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ماہِ رمضان میں قیام پر اُبھارا کرتا تھا اور انہیں خبر دیتا تھا کہ ساتویں آسمانوں پر ایک مبارک مقام ہے جسے ''حظیرۃُ القدس'' کہا جاتا ہے۔ اُس میں ایک قوم ایسی ہے جسے روح کہا جاتا ہے۔ چنانچہ جب لیلۃ القدر ہوتی ہے یہ قوم اپنے رب تعالیٰ سے آسمانِ دُنیا پر اُترنے کی اجازت طلب کرتی ہے۔ رب تعالیٰ

انہیں اجازت مرحمت فرما دیتا ہے۔ چنانچہ یہ جس نمازی کے اوپر سے گزرتے ہیں، اُس کے لئے دُعا کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے: اے ابوالحسن! لوگوں کو نماز پر برانگیختہ کرتے رہو، تاوقتیکہ انہیں بھی برکت کا حصہ مل جائے (پھر آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو قیامُ اللیل کا حکم دیا)۔ ﴿کنز العمال حصہ ہشتم ☆ شعب الایمان للبیہقی﴾

-•••=========•••-

یہ سنت مؤکدہ ہے۔ جماعت کے ساتھ ادا کرنا افضل و بہتر ہے۔ رات کا قیام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشگی کی ہے، جبکہ دوسرے مسلمانوں کو اِس کی ترغیب دلائی ہے اور قیام کرنے والے کو گناہوں کی بخشش کی خوشخبری سنائی ہے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس شخص نے رمضان کا قیام ایمان کی حالت اور ثواب کی نیت سے کیا اُس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

نمازِ تراویح قیامِ رمضان ہی کی ایک صورت ہے، لیکن افسوس کہ بہت سے لوگ صحت وطاقت، فراغت اور عبادت کا موقع مہیا ہونے کے باوجود اِس ماہ کے دنوں اور راتوں میں کوتاہی برتتے اور اِس ماہ کی راتوں کی ایک گھڑی بھی قیام کرنے میں غفلت کرتے ہیں، جو ایسی گھڑی ہے اگر وہ اپنے رب کی عبادت میں گزاریں گے تو ان کے لیے اس دن تک محفوظ کرلی جائے گی جس دن وہ ایک ایک نیکی کے محتاج ہوں گے۔

آپ خود دیکھتے ہیں کہ ہم میں سے کتنے دوست ہیں جو ایسی مجلسوں میں کئی کئی گھنٹے صرف کر دیتے ہیں جن میں بے فائدہ گفتگو، قیل وقال اور بے مقصد گپ شپ کے سوا کچھ نہیں ہوتا، جو بسا اوقات انہیں گناہوں تک لے جاتی ہے، مگر یہ دوست اس سے نہ تو اکتاتے ہیں اور نہ ہی تھکتے ہیں...... اگر ان کا دل اُچاٹ ہوتا ہے تو

صرف ایک گھڑی مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے جبکہ یہ نماز اللہ تعالیٰ سے اچھا ثواب اور عمدہ جزا حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

-•••========•••-

یہ سب کچھ قلتِ اجر و ثواب میں عدم رغبت و دلچسپی کا نتیجہ ہے۔

میرے بھائیو! یہ بات اچھی طرح جان رکھو، نفل نماز تو رمضان سمیت سارے سال کی راتوں میں مستحسن ومحبوب اور کثیر الثواب عمل ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یہ کام کرنے والوں کی بڑی تعریف فرمائی ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ ﴿سورۂ السجدہ آیت نمبر ۱۵﴾

ترجمہ:- اُن کے پہلو اُن کے بستروں سے جُدا رہتے ہیں اور اپنے رب کو خوف اور اُمید (کی ملی جُلی کیفیت) سے پُکارتے ہیں اور ہمارے عطا کردہ رزق میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"وہ اپنے پہلوؤں کو بستروں سے الگ کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے اور جنت کی اُمید کرتے ہوئے اُس کی عبادت کرتے ہیں"۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے.....

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ ﴿پ ۲۶ سورۃ الذّٰریٰت آیت نمبر ۱۷ تا ۱۸﴾

وہ راتوں کو تھوڑی سی دیر سویا کرتے تھے اور رات کے پچھلے پہروں میں (اُٹھ

اُٹھ کر) مغفرت طلب کرتے تھے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے

وَالَّذِیۡنَ یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّهِمۡ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿سورۃ الفرقان آیت نمبر ۶۳﴾

وہ اپنی راتیں اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہو کر اور قیام کر کے گزارتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور اُمت کے نیک لوگوں نے اس پر ہمیشگی کی، اس کی طرف دعوت دی اور اس کی طرف رغبت دلائی ہے۔

چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"رات کا قیام ہر صورت کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کی صفت تھی، اللہ تعالیٰ سے قربت اور گناہ سے دُور رکھنے کا ذریعہ، گناہ مٹانے کا سبب اور جسم کی بیماریاں کم کرنے کا نسخہ ہے۔

﴿مسند امام احمد ☆ صحیح سنن الترمذی، جلد نمبر ۳، رقم الحدیث ۳۵۴۹ ☆ المستدرک للحاکم جلد دوم﴾

لہٰذا خیر و بھلائی میں رغبت و دلچسپی رکھنے والے مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو رات کی نماز سے الگ نہ رکھے، خواہ تھوڑے وقت کے لیے ہی ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے.....

رات کی نماز نہ چھوڑو اگرچہ بکری کا دودھ دوہنے میں صرف ہونے والے وقت کے برابر ہی ہو۔ ﴿طبرانی شریف﴾

ایک اور حدیث پاک میں ہے.....

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا "بیشک رات میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے، اگر یہ کسی مسلمان کو نصیب ہو

جائے تو وہ اس میں دُنیا و آخرت کی جو چیز مانگے گا' اللہ تعالیٰ اُسے دے دیں گے اور ایسا ہر رات ہوتا ہے"۔ ﴿مسند امام احمد' جلد نمبر ۱۱ ☆ صحیح ابن حبان ☆ مسلم شریف﴾

جب سال کی ساری راتوں میں سے ہر رات اللہ تعالیٰ کا یہ فضل عظیم ہوتا ہے تو پھر رمضان المبارک کی راتوں میں اس فضل الٰہی کا کیا سماں ہوتا ہوگا۔

ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ رات کی تنہائی میں دو رکعت نفل نماز نیکی کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! اس خیر کی طرف دوڑو اور اُن لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں بھلا دیا۔ اپنی آخرت کے لیے توشہ ذخیرہ کرو' اُس دن کے لیے' جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد' مگر ہاں! جو اللہ تعالیٰ کے حضور شرک و گناہ کی آلائشوں سے پاک و صاف دل لے کر حاضر ہوا۔ ﴿سورہ الشعراء﴾

-•••=========•••-

ذرا اِس طرف غور کیا جائے کہ کیا کام کرنے والا اور کام نہ کرنے والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ لامحالا کاہل اور محنتی کا مقام اور مرتبہ ایک جیسا نہیں ہوتا۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ رمضانُ المبارک میں نمازِ تراویح چھوڑنے والے ان لوگوں کے برابر ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے رات قیام کریں' مشقت اُٹھائیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہمہ تن محو رہیں۔ چنانچہ نمازِ تراویح کو محض سنت خیال کر کے ترک نہیں کرنا چاہئے۔ باقی سال بھر اِنسان دُنیا کے دھندوں میں پھنسا رہتا ہے اور اگر ایک مہینے میں تھوڑا سا وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگا دیا جائے' تا کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے تو اِنسان کے لئے اِس سے بڑھ کر منفعت بخش کام اور کونسا ہوسکتا ہے۔

تنبیھہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری اُمت جب تک ماہِ رمضان میں قیام کرتی رہے گی، رُسوا نہیں ہوگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ماہِ رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی رسوائی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ حدود کو رمضان میں توڑنا۔ رمضانُ المبارک میں جو شخص زِنا کرتا ہے یا شراب پیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے پاس اُس کی کوئی نیکی نہیں رہتی جس کے ذریعے وہ آگ سے اپنے بچاؤ کا سامان کر سکے۔

ماہِ رمضان کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو چونکہ اِس مہینہ میں نیکیاں اِس قدر بڑھ جاتی ہیں جو غیر رمضان میں نہیں بڑھتی ہیں اور یہی حال بُرائیوں کا بھی ہے۔ (وہ بھی اِس قدر بڑھ جاتی ہیں جو غیر رمضان میں نہیں بڑھتی ہیں، لہٰذا ہر قسم کی بُرائیوں سے بچنا چاہیئے)۔ ﴿طبرانی شریف ☆ کنز العمال حصہ ہشتم﴾

یہ بات ہرگز مسلمانوں کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ رمضان شریف جیسے مقدس و مبارک مہینے میں سُستی، کاہلی، بے رغبتی اور بے پروائی کا مظاہرہ کریں، بلکہ زندگی کے اِن قیمتی اور پُر نور لمحات کو غنیمت سمجھتے ہوئے نمازِ تراویح کی ادائیگی اور قرآنِ عزیز کی سماعت میں غیر معمولی ذوق و شوق اور صبر و تحمل سے کام لینا چاہیئے کیونکہ یہ محترم مہینہ، صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا صِلہ اور اِنعام بارگاہِ الٰہی سے جنتُ الفردوس کی شکل میں عنایت ہوگا۔

-•••=======•••-

نمازِ تراویح رمضانُ المبارک کی راتوں میں نہایت ہی اہم عبادت ہے اگرچہ یہ نماز سنت ہے، لیکن اس کی فضیلت بہت زیادہ ہے اور اس کی فضیلت کے پیشِ نظر مسلمانوں میں نمازِ تراویح باجماعت ادا کرنے کو بہت ہی افضل اور باعثِ ثواب سمجھا گیا ہے۔ نمازِ تراویح کے ذریعے سے دراصل اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی اطاعت کی پابندی ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ رات کے وقت قیام کرو۔ چونکہ نمازِ تراویح میں قرآنِ پاک کی تلاوت کی جاتی ہے اور ایک مقررہ وقت کے لئے مسلمان نمازِ تراویح میں قرآن پاک کی تلاوت کو سنتے ہیں اور نماز ادا کرنے کی محنت و مشقت اپنے اللہ کو راضی کرتے ہیں اور یہ بھی دراصل رمضان کی عبادت کا ایک ضروری حصہ ہے، مگر مسلمان نمازِ تراویح کی خاص پرواہ نہیں کرتے اور نماز کی ادائیگی میں سستی اور کوتاہی سے کام لیتے ہیں، دیکھنے میں آتا ہے کہ پہلے دو تین روزوں کی تراویح میں لوگ بڑے ذوق وشوق سے مساجد میں تشریف لاکر نماز ادا کرتے ہیں، لیکن جوں جوں روزوں کی تعداد زیادہ ہوتی جاتی ہے، نمازِ تراویح پڑھنے والوں کی تعداد کم ہوتی جاتی ہے۔ مگر جو راسخ العقیدہ مسلمان ہوتے ہیں اُن کی تعداد میں کوئی فرق نہیں آتا۔

تاریخ نمازِ تراویح

نمازِ تراویح سنتِ مؤکدہ ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے خود نمازِ تراویح پڑھی اور صحابہ کو پڑھائی اور پڑھنے کی ترغیب بھی دی۔

صحیحین کی روایات کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ نے تراویح مصلحتاً جماعت کے ساتھ پورا مہینہ نہیں پڑھی۔......حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابوذر غاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزے رکھے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ رمضانُ (المبارک کے مہینے) میں قیام نہ فرمایا یہاں تک کہ (انتیس دنوں والے رمضانُ المبارک کے) سات دن باقی رہ گئے، پھر نبی کریم ﷺ نے ہمارے ساتھ تیسویں رات کو قیام فرمایا یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی پھر چھٹی رات (اختتام کی طرف سے) یعنی چوبیسویں رات ہوئی تو آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا (یعنی ہمارے ساتھ تراویح ادا نہ فرمائی) پھر اس حساب سے پانچویں شب یعنی پچیسویں رات آئی تو حضور ﷺ نے (مسجد نبوی شریف میں تشریف لاکر) ہمارے ساتھ قیام فرمایا، یہاں تک کہ نصف رات گزر گئی۔ پھر (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کاش! اس رات کے قیام کو آپ ﷺ ہمارے لئے زیادہ فرماتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا.....

"ان الرجل اذا قام مع الامام حتی ینصرف کتب له قیام لیلة"

جب کوئی شخص امام کے فارغ ہونے تک اُس کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اُس کے لئے رات کا قیام لکھا جاتا ہے"، پھر جب اس حساب سے چوتھی رات یعنی چھبیسویں رات آئی تو حضور ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا۔ پھر اس کے بعد بحساب مذکور تیسری یعنی ستائیسویں شب آئی تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ازواجِ مطہرات' اہل وعیال اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا اور ہمارے ساتھ قیام فرمایا' یہاں تک کہ ہم ڈرے کہ ہم سے فلاح فوت نہ ہو جائے۔ میں نے کہا فلاح کیا ہے؟ فرمایا سحری۔ پھر بقیہ مہینے (کی راتوں) میں رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا۔ ﴿ابوداؤد شریف ۱/۲۰۲ ☆ ترمذی شریف: ۱/۱۶۶ ☆ نسائی شریف: ۱/۲۳۸﴾

-•••=========•••-

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

كَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ فِىْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِىْ رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ أَوْزَاعًا يَكُوْنُ مَعَ الرَّجُلِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَيَكُوْنُ مَعَهُ النَّفَرُ الْخَمْسَةُ أَوِ السِّتَّةُ أَوْ أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَكْثَرُ فَيُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهٖ قَالَتْ فَأَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً مِنْ ذٰلِكَ أَنْ أَنْصِبَ لَهٗ حَصِيْرًا عَلٰى بَابِ حُجْرَتِىْ فَفَعَلْتُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ أَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ قَالَتْ فَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ مَنْ فِى الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلًا طَوِيْلًا۔ ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ وَتَرَكَ الْحَصِيْرَ عَلٰى حَالِهٖ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ تَحَدَّثُوْا بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْ كَانَ مَعَهُ فِى الْمَسْجِدِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ قَالَتْ وَأَمْسَى الْمَسْجِدُ رَاجًّا بِالنَّاسِ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ دَخَلَ بَيْتَهٗ وَثَبَتَ النَّاسُ قَالَتْ فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا شَأْنُ النَّاسِ يَا عَائِشَةُ

قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعَ النَّاسُ بِصَلَاتِكَ الْبَارِحَةَ بِمَنْ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ فَحَشَدُ وْالِذٰلِكَ لِتُصَلِّيَ بِهِمْ قَالَتْ فَقَالَ اُطْوِعَنَّا حَصِيْرَكِ يَاعَائِشَةُ قَالَتْ فَفَعَلْتُ وَبَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَيْرَ غَافِلٍ وَثَبَتَ النَّاسُ مَكَانَهُمْ حَتّٰى خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الصُّبْحِ فَقَالَتْ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اَمَا وَاللّٰهِ مَا بِتُّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَيْلَتِيْ هٰذِهٖ غَافِلًا وَمَا خَفِيَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ وَلٰكِنِّيْ تَخَوَّفْتُ اَنْ يُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَاكْلَفُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا۔

﴿مسلم شریف کتاب صلاۃ المسافرین' باب الترغیب فی قیامِ رمضان' وھوالتراویح﴾

﴿مسند امام احمد رقم الحدیث ۲۵۱۰۳﴾

ترجمہ:۔صحابہ کرام مسجد نبوی شریف میں رمضان میں رات کوتراویح کی نماز چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی شکل میں ادا کیا کرتے تھے' جس کو قرآنِ مجید کا کچھ حصہ حفظ (یاد) ہوتا تھا' تو اُس کے ساتھ پانچ' چھ افراد یا اس سے کم وبیش جمع ہوجاتے' پھر مل کر جماعت کے ساتھ ہی تراویح کی نماز پڑھا کرتے تھے۔

پھر مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس دوران ایک رات حکم فرمایا کہ ان کے لیے اپنے حجرے کے دروازے کے قریب (جماعت تراویح کے لیے) ایک چٹائی بچھادوں۔ میں نے یہ کام کردیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد اُس چٹائی کی طرف تشریف لائے اور مسجد میں موجود حضرات بھی جمع ہوگئے' پھر رسول اللہ ﷺ نے اُن کو رات کے لمبے حصے تک تراویح کی نماز پڑھائی' پھر رسول اللہ ﷺ واپس گھر میں تشریف لے آئے اور چٹائی کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا اور (یہی عمل حضور ﷺ نے دوسرے

دن بھی کیا) پھر جب صبح ہوئی تو ان لوگوں نے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزشتہ رات نماز میں شامل تھے، گفتگو کی، اور پھر شام ہونے کے وقت ہی مسجد لوگوں سے پُر ہوگئی، پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھائی، اور اپنے گھر میں تشریف لے آئے، اور لوگ وہیں موجود رہے۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! لوگوں کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام! لوگوں نے آپ کی کل گزشتہ نماز کے بارے میں ان لوگوں سے سنا، جو مسجد میں تھے، تو انہوں نے اس نماز کیلئے لوگوں کو جمع کرلیا تا کہ آپ ان کو نمازِ (تراویح) پڑھائیں۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! آپ اس چٹائی کو لپیٹ دیں تو میں نے اس چٹائی کو لپیٹ دیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے غور و فکر کے ساتھ یہ رات گزاری اور لوگ اپنی جگہ موجود تھے۔

یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت تشریف لائے اور آپ نے فرمایا اے لوگو! اللہ کی قسم، میں نے الحمد للہ یہ رات تمہاری طرف سے غفلت میں نہیں گزاری اور تمہارا مسجد میں موجود رہنا مجھ سے خفیہ نہیں تھا، لیکن مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ تمہارے اُوپر فرض نہ کردی جائے، پھر تم ایسے اعمال کے مکلف نہ بن جاؤ، جن پر (فرضوں کی طرح) ہمیشگی کی تم میں طاقت نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ ثواب دینے کو ترک نہیں فرماتے، یہاں تک کہ تم اُس کی عبادت کو ترک نہ کردو۔

-•••=========•••-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا اُنَاسٌ فِیْ رَمَضَانَ یُصَلُّوْنَ فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا هٰؤُلَاءِ، فَقِیْلَ هٰؤُلَاءِ نَاسٌ لَیْسَ مَعَهُمْ قُرْآنٌ وَاُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ یُصَلِّیْ

وَهُمْ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهٖ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ، أَصَابُوْا وَنِعْمَ مَا صَنَعُوْا۔

﴿ابوداؤد باب فی قیام شہر رمضان ☆سنن الکبریٰ:۲/۴۹۵﴾

﴿صحیح ابن حبان فصل فی التراویح، قیام رمضان﴾

ترجمہ:- ماہِ رمضانُ المبارک میں ایک رات کا واقعہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے آستانہ عالیہ سے کہیں مسجد کی طرف نکلے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ مسجد نبوی کے ایک گوشہ میں کچھ لوگ باجماعت کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں، تو عرض کیا گیا کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جنہیں قرآن مجید یاد نہیں اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نمازِ تراویح پڑھ رہے ہیں اور یہ سب لوگ پیچھے کھڑے اُن کی اقتداء میں نمازِ تراویح پڑھ رہے ہیں۔ یہ بات سُن کر ان لوگوں کی تحسین فرماتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے ٹھیک کیا ہے اور یہ جو کر رہے ہیں بہت ہی اچھا عمل ہے۔

وضاحت:- اِن احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بھی چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی شکل میں تراویح کی جماعت ہوتی تھی اور امام تراویح میں قرآن مجید پڑھا کرتا تھا اور لوگ مقتدی بن کر سماعت کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے بھی لوگوں کو جماعت سے نمازِ تراویح پڑھائی، لیکن فرض ہونے کے خوف کی وجہ سے اس کو جاری نہیں رکھا۔

-•••=========•••-

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے دراصل تین رات تک جماعت سے تراویح کی نماز پڑھائی تھی، چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں اِس کی وضاحت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

"حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَلِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ

الزُّبیر عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوجِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَذٰلِکَ فِیْ رَمَضَانَ حَدَّثَنَا یحیٰی بن بُکَیر حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنْ ابنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ لَیْلَةً مِنْ جَوْفِ اللَّیْلِ فَصَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ وَصَلّٰی رِجَالٌ بِصَلٰوتِهٖ فَاَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَاجْتَمَعَ اَکْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلّٰی فَصَلَّوْا مَعَهٗ فَاَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَکَثُرَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّیْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلّٰی فَصَلَّوْا بِصَلٰوتِهٖ فَلَمَّا کَانَتِ اللَّیْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ اَهْلِهٖ حَتّٰی خَرَجَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَی الْفَجْرَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ لَمْ یَخْفَ عَلَیَّ مَکَانُکُمْ وَلٰکِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تُفْتَرَضَ عَلَیْکُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِکَ۔

﴿بخاری شریف جلد اوّل کتاب الصوم مترجم صفحہ ۷۹۸﴾

﴿مسلم شریف کتاب صلاۃ المسافرین باب الترغیب فی قیامِ رمضان وھو التراویح﴾

ترجمہ:۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کے وقت مسجد تشریف لے گئے اور نماز ادا کی، لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اِقتداء میں نماز پڑھنی شروع کر دی۔ صبح لوگوں نے رات کی نماز کا تذکرہ کیا۔ چنانچہ پہلی مرتبہ سے زیادہ لوگ (اگلی رات میں) جمع ہو گئے۔ دوسری رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور لوگوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ پھر لوگوں نے صبح اس واقع کا (دیگر لوگوں سے) ذکر کیا تو تیسری رات مسجد میں بہت زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور لوگوں نے آپ کی اقتداء میں پڑھی۔ اور چوتھی رات کو اس قدر کثرت سے صحابہ کرام جمع

ہوئے کہ مسجد میں جگہ تنگ پڑ گئی اور رسول اللہ ﷺ ان "لوگوں" کے پاس تشریف نہیں لائے۔ چنانچہ لوگوں نے نماز' نماز پکارنا شروع کر دیا۔ مگر رسولِ اکرم ﷺ تشریف نہیں لائے' حتیٰ کہ صبح کی نماز کے وقت تشریف لائے۔ جب صبح کی نماز ہوگئی تو آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے' کلمہ شہادت پڑھا اور اس کے بعد فرمایا:

"گزشتہ رات تمہارا حال مجھ سے مخفی نہ تھا' لیکن مجھے یہ خوف تھا کہ رات کی نماز "تراویح" فرض کردی جائے گی اور تم اس کی ادائیگی سے عاجز ہو جاؤ گے۔

(یعنی اگر میں باہر نکل کر تمہارے ساتھ تراویح ادا کروں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ نمازِ تراویح کی جماعت تم پر فرض ہو جائے' کیونکہ زمانہ وحی کا ہے' اگر نمازِ تراویح فرض ہوگئی تو بہت سے کم ہمت لوگ پڑھ نہیں سکیں گے' تو ترکِ فرض کا گناہ ہوگا' قربان جائیں آقا ﷺ کی صفت شفقت پر کہ اپنی اُمت پر کتنے شفیق اور مہربان ہیں' آرام اور سہولت کا کتنا خیال رکھتے ہیں' جو آپ کے اِس عمل سے عیاں ہے۔)

-•••=========•••-

اِس حدیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نبی کریم ﷺ کو نمازِ تراویح باجماعت پسند تھی' مگر اِس خوف سے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اسے فرض قرار نہ دے دیں۔ آپ ﷺ نے تسلسل کے ساتھ مسجد میں باجماعت یہ نماز ادا نہیں فرمائی۔

پھر اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں الگ الگ بغیر جماعت نمازِ تراویح کا سلسلہ رہا تا آنکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز مسلمانوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں مسجد میں نمازِ تراویح باجماعت کے لئے جمع فرمایا۔ پس اسی روز سے رمضان کے پورے

ماہ میں باجماعت نماز تراویح بیس رکعت ادا کرنے کا رواج ہوا۔

حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں......

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَّصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلٰوتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي أَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَّاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلٰوةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ۔

﴿بخاری شریف جلد اوّل کتاب الصوم مترجم صفحہ ۷۹۸﴾

﴿الموطا ازامام مالک، کتاب الصلوٰۃ فی رمضان باب ماجاء فی قیام رمضان﴾

﴿السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲/۴۹۳ ☆ المستدرک حاکم: ۳/۷۸﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جس نے اس کے حق ہونے کی تصدیق کرتے ہوئے اور آخرت کے طلب ثواب کی نیت سے ماہِ رمضان میں رات کو قیام کیا اُس کے سارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ ابن شہاب نے

کہا' رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت صد آیات ہوئی' حالانکہ معاملہ اِس طرح تھا۔ پھر خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اوائل خلافت میں معاملہ اِسی طرح رہا۔ ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے اُنہوں نے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی اُنہوں نے کہا کہ مَیں رمضانُ المبارک میں ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف گیا۔ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ مختلف ٹولیوں میں الگ الگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ چنانچہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے اور اُس کی اِقتداء میں چند آدمی نماز پڑھ رہے ہیں' اِس حالت کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری رائے ہے کہ اگر ان لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو بہت اچھا ہوگا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اِس رائے کے نفاذ کا پختہ عزم کر لیا اور سب لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے جمع کیا۔ اس کے بعد ایک رات پھر میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا' لوگ اپنے ایک قاری کے پیچھے نماز میں مشغول تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ" یہ نیا طریقہ بہت اچھا ہے۔

-•••=========•••-

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ رمضان میں رات کو نماز پڑھائیں' کیونکہ لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں' رات کو اچھی طرح سے قرأت نہیں کر سکتے' لہٰذا تم انہیں نماز پڑھاؤ۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس چیز کا تو پہلے وجود نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں! میں جانتا ہوں' لیکن یہ بہت اچھا طریقہ ہے۔ چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس (۲۰) رکعات پڑھائیں۔ ﴿کنز العمال حصہ ہشتم﴾

-•••=========•••-

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باجماعت تراویح کو جو بدعت کہا ہے، یہ لغوی معنی میں ہے نہ کہ اصطلاحی معنی میں، یعنی بدعت نیا طریقہ، نئی بات کے ہے، اسے اصطلاحی بدعت سے نہیں تعبیر کیا جا سکتا، چونکہ اُس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد موجود تھی آپ رضی اللہ عنہ کی رائے سب صحابہ نے نہ صرف بخوشی قبول کی بلکہ اس کی حمایت کی اور توثیق کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہو گیا۔ لہٰذا اسے بدعت کہنا یا سمجھنا خطرہ سے خالی نہیں۔ ﴿کنز العمال حصہ ہشتم﴾

-•••=========•••-

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ" (یہ اچھی بدعت ہے) یعنی "تقرر جماعت کا" اچھی بدعت ہے نہ کہ اَصل جماعت کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو چکی ہے۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار جماعت سے تراویح ادا کیں۔ جیسا کہ اوپر گزرا۔

حق تو یہ ہے کہ جو کچھ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے کیا وہ عین سنت ہے۔ پس معنی بدعت کے یہاں باعتبار سنت کے ہیں نہ کہ اصطلاح فقہا کے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

"عَلَيْكُمْ سُنَّتِيْ وَسُنَّتِ خُلَفَاءِ رَّاشِدِيْن"

﴿جامع ترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنۃ﴾

﴿السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱۱۴/۱۰ ☆ الترغیب والترہیب: ۷۸/۱﴾

ترجمہ:۔ تم میری اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔

یعنی جس طرح میری سنت پر عمل کرنا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے اِسی

طرح خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت پر عمل کرنا بھی لازمی ہے۔ اِس لئے کہ اُن کی سنت گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی سنت مبارک ہے۔

-•••=========•••-

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح جماعت کے ساتھ پڑھتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھ کر فرمایا تھا' یہ کتنا اچھوتا اور عمدہ طریقہ ہے۔ اِس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نیا طریقہ فرما کر اس کو بنظرِ استحسان دیکھا۔ غور کرنا چاہئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی بدعت کو کیسے جاری فرما سکتے تھے۔ کیا ان کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہ تھا کہ دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نمازِ تراویح رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں مشروع تھی۔ صحیح روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ مسجد میں تین روز یہ نماز پڑھی' لوگ بکثرت جماعت میں بڑھتے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اندیشہ سے کہ یہ نماز اُمت پر فرض نہ ہو جائے جماعت کے ساتھ پڑھنا ترک فرما دیا۔ کیونکہ فرضیت کی صورت میں اُمت کے تمام افراد خصوصاً بوڑھوں اور بیماروں کو بڑی تنگی رہتی۔ اس کے بعد لوگ ایک' ایک...... یا دو' دو...... تین' تین......مل کر پڑھنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا تو آپ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں سب کو جماعت کے ساتھ مل کر پڑھنے کا حکم فرمایا اور اِس کو اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت تصور فرما کر خوشی کا اِظہار کیا۔ کیونکہ اللہ نے اُن کو اس سنت کے زندہ کرنے کی توفیق بخشی' جو فرض ہو جانے کے اندیشہ سے موقوف کر دی گئی تھی۔ لیکن سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال مبارک کے بعد اِس اندیشہ کی اب کوئی وجہ باقی نہ رہ گئی تھی۔ کیونکہ وحی کا سلسلہ بند ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اِس سنت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں دوبارہ زندہ کر دیا۔ اِسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِس کو اللہ کی نعمت فرمایا اور اِس توفیق الٰہی پر

خوش ہوئے۔ بدعت کا لفظ آپ رضی اللہ عنہ نے اِس لحاظ سے فرمایا کہ جب سے فرضیت کے اندیشے سے تراویح باجماعت موقوف ہوئی تھی' اِس کا کوئی وجود نہ تھا۔ اب ایک دم وجود میں آگئی۔ اِس نئے طریقہ کے ظہور میں آنے کو بدعت سے ایک گونہ مشابہت ہونے کے اعتبار سے آپ رضی اللہ عنہ نے بدعت کا لفظ فرمادیا۔ حاصل یہ کہ بدعت کے معنی عربی زبان میں نئے اور اچھوتے طریقے کے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اِسی معنی میں یہ لفظ بولا۔ بدعت سے اس کی شرعی حقیقت ہرگز مراد نہ تھی۔

دُوسری قابل غور حقیقت یہ بھی ہے کہ حضرات خلفاء راشدین جس طریقہ کو مشروع فرمائیں' وہ سنت کے ذیل میں ہی آئے گا۔ اُس کو بدعت نہیں قرار دیا جا سکتا۔ کیونکہ خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء راشدین کی اطاعت وفرمانبرداری کی وصیت فرمائی۔ چنانچہ فرمایا۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ

تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ

ترجمہ:۔میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کی پابندی کرو' جو ہدایت یافتہ ہیں' اِس سنت کو تم مضبوطی سے پکڑے رکھنا اور اس کو اپنی داڑھوں کے نیچے خوب دبالینا۔

--•••=========•••--

ابو اسحاق ہمدانی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رمضان میں رات کے اوّل حصہ میں گھر سے باہر نکلے اور مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ چراغ جل رہے ہیں' کتابُ اللہ کی تلاوت کی جارہی ہے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر ابن خطاب (رضی اللہ عنہ)! اللہ تعالیٰ تیری قبر کو نور سے بھر دے' جس طرح تو نے اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو قرآن سے منور کیا۔ ﴿کنز العمال حصہ ہشتم﴾

--•••=========•••--

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کے گھر مسجد میں قندیل

روشن کرتا ہے، ستر ہزار فرشتے اُس قندیل کے بجھنے تک روشن کرنے والے کے لئے دُعائے مغفرت اور استغفار کرتے رہتے ہیں۔ ﴿غنیۃ الطالبین باب نمازِ تراویح: ۳٦۷﴾

-•••========•••-

نمازِ تراویح میں ختم قرآن کا اہتمام

امام ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ

حسن بیان کرتے ہیں کہ جو شخص رمضان میں امامت کرائے وہ مقتدیوں پر آسانی کرے، اگر وہ آہستہ قرأت کرتا ہو تو رمضان میں ایک قرآن ختم کرے اور اگر درمیانی قرأت کرتا ہو تو ڈیڑھ قرآن ختم کرے اور اگر تیز قرأت کرتا ہو تو رمضان میں دو ختم کرے۔ ﴿المصنف راز حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ﴾

امام عبدالرزاق اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ

ابو عثمان بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رمضانُ المبارک میں تین قاری نماز پڑھانے کے لئے مقرر فرماتے، جو سب سے تیز قرأت کرنے والا ہوتا اُس کو (ایک رکعت میں) تیس آیات پڑھنے کا حکم دیتے، درمیانی قرأت کرنے والے کو پچیس آیات پڑھنے کا حکم دیتے اور آہستہ قرأت کرنے والے کو بیس آیات پڑھنے کا حکم دیتے۔ (المصنف: ۲/۲٦۱ راز حافظ عبدالرزاق بن ہمام)

﴿شرح صحیح مسلم جلد ثانی صفحہ ۵۰۱ راز علامہ غلام رسول سعیدی﴾

تراویح کی رکعات

رمضانُ المبارک کا مہینہ دوسرے تمام مہینوں سے افضل و اعلیٰ ہے' اور اس مہینہ میں عبادت کی فضیلت بہت زیادہ ہے اور تراویح اس مہینہ کا خاص عمل ہے' جس کے فضائل پہلے ذکر کیے جا چکے ہیں۔ نمازِ تراویح ایسی عبادت ہے جسے خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنایا اور اپنی اُمت کو ترغیب بھی دی۔

نمازِ تراویح کو احادیث مبارکہ میں قیامِ رمضان کا نام دیا گیا ہے' جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ نماز عام دنوں کی نماز سے کچھ ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔

تراویح کی بیس رکعات ہیں اور یہ بیس رکعات سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہیں' اِسی لئے حضرات تابعین' تبع تابعین' ائمہ مجتہدین حضرت امام اعظم ابو حنیفہ' حضرت امام شافعی' حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک تراویح کی بیس رکعات ہیں' اور ایک روایت کے مطابق اس سے بھی زیادہ ہیں (بیس سے کم کسی روایت میں نہیں)

چاروں برحق اماموں نے بیس سے کم تراویح کو اختیار نہیں فرمایا۔ آج تک مشرق سے مغرب تک پوری دُنیا میں اسی پر اہل السنۃ والجماعۃ کا عمل ہے۔ حرمین شریفین میں بھی آج تک اِسی پر عمل ہو رہا ہے۔

سعودی عرب کے نامور عالِم اور مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور مدرس' مدینہ منورہ کے قاضی' ''شیخ عطیہ محمد سالم'' نے مسجد نبوی میں نمازِ تراویح کی ہزار سال سے زیادہ کی تاریخ پر عربی میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔

جس کا عربی میں نام ہے:

"اَلتَّرَاوِیحُ اَکْثَرُ مِنْ اَلْفِ عَامٍ فِی الْمَسْجِدِ النَّبَوِیّ"

اس کتاب میں ترتیب وار ہر صدی کی تاریخی حیثیت کو واضح کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ جو لوگ آٹھ رکعت سے زیادہ تراویح سے منع کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سنت کی مخالفت کا الزام عائد کرتے ہیں' وہ غلطی پر ہیں اور سخت گنہگار ہیں۔ بیس تراویح کا عمل ہی سنت ہے' اسی پر خیر القرون میں اور اس کے بعد مسجد نبوی میں عمل رہا ہے۔ اس کے برخلاف آٹھ رکعات کے قائل' جمہور اُمت اور فقہائے کرام کے اجماع سے کٹے ہوئے ہیں اور بہت اقلیت میں ہیں اور غلطی پر ہیں' نیز وہ خیر القرون کے بہت بعد پیدا ہوئے۔

کیونکہ جن روایات میں آٹھ رکعات کا ذکر ہے اس سے مراد تہجد کی نماز ہے' تراویح کی نماز مراد نہیں ہے اور یہ دونوں نمازیں الگ الگ ہیں۔

-•••=========•••-

بیس رکعت نمازِ تراویح کا سلسلہ وار ثبوت ملاحظہ فرمائیں......

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بیس رکعت نمازِ تراویح پڑھتے رہے۔

جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

"کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یُصَلِّیْ فِی رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَّالْوِتْرَ ○"

ترجمہ: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رمضانُ المبارک میں (عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد) بیس رکعت نمازِ تراویح پڑھا کرتے تھے اور اس کے بعد تین وتر بھی پڑھتے۔

﴿المصنف راز حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ:۲/۳۹۴ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی:۲/۴۹۶ ☆ مجمع الزوائد:۳/۱۷۲﴾

﴿شرح صحیح مسلم جلد ثانی صفحہ ۴۹۵ راز علامہ غلام رسول سعیدی﴾

دورِ فاروقی میں بیس رکعت تراویح کا ثبوت

مرادِ رسول امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ماہِ رمضانُ المبارک میں بیس رکعت نمازِ تراویح پڑھی جاتی تھی۔

﴿الموطا امام مالک، کتاب الصلوٰۃ فی رمضان باب ماجاء فی قیام رمضان﴾

﴿معرفۃ السنن والآثار للبیہقی، کتاب الصلوٰۃ، باب قیامِ رمضان، رقم ۱۳۶۵﴾

سیّد القراء، قاریٔ بارگاہِ رسول، سیدنا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو ماہِ رمضان المبارک (نمازِ عشاء کے بعد) مدینہ منورہ میں، زمانہ فاروقی میں، بیس رکعت نمازِ تراویح اور تین رکعت نمازِ وتر پڑھایا کرتے تھے۔

﴿مصنف ابن ابی شیبہ ☆ کنز العمال حصہ ہشتم ☆ عمدۃ القاری﴾

دورِ عثمانی میں بیس رکعت نمازِ تراویح کا ثبوت

دامادِ رسول، امیر المؤمنین، سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے دورِ خلات میں بھی نمازِ تراویح بیس رکعت ہی پڑھی جاتی تھی اور شدتِ قیام کی وجہ سے لاٹھیوں پر ٹیک لگالیا کرتے تھے۔

﴿معرفۃ السنن والآثار للبیہقی، کتاب الصلوٰۃ، باب قیامِ رمضان﴾

دورِ علوی میں بیس رکعت نمازِ تراویح کا ثبوت

حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دامادِ رسول، امیر المؤمنین سیدنا حضرت امام علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے رمضانُ المبارک میں قراء حضرات کو بلا کر اُن میں سے ایک حافظ کو حکم دیا کہ بیس رکعت نمازِ تراویح پڑھائے اور وتر

آپ رضی اللہ عنہ خود پڑھاتے تھے۔

﴿السنن الکبریٰ جلد دوم' کتاب الصلوٰۃ' باب ماروی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان﴾

﴿معرفۃ السنن والآثار للبیہقی' کتاب الصلوٰۃ' باب قیامِ رمضان﴾

﴿کنز العمال حصہ ہشتم ☆ عمدۃ القاری﴾

ابوحنساء سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے

"اَنَّ عَلِیًّا اَمَرَ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بِھِمْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً ○"

ایک آدمی کو ارشاد فرمایا کہ رمضان میں مسلمانوں کو بیس رکعات نمازِ تراویح پڑھائے۔

﴿السنن الکبریٰ جلد دوم' کتاب الصلوٰۃ' باب ماروی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان﴾

﴿مصنف ابن ابی شیبہ ☆ کنز العمال حصہ ہشتم﴾

اجماعِ صحابہ

بیس رکعت نمازِ تراویح پر صحابہ کا اجماع ہے۔ ﴿حجۃ اللہ البالغہ' عمدۃ القاری﴾

دورِ تابعین میں بیس رکعت نمازِ تراویح کا ثبوت

دورِ تابعین میں بھی نمازِ تراویح بیس رکعات ہی پڑھی جاتی تھی۔

﴿معرفۃ السنن والآثار للبیہقی' کتاب الصلوٰۃ' باب قیامِ رمضان﴾

﴿مصنف ابن ابی شیبہ جلد دوم ☆ نیل الاوطار﴾

دورِ پیرانِ پیر میں بیس رکعت تراویح کا ثبوت

پیرانِ پیر حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "غنیۃ الطالبین" بھی فرماتے ہیں کہ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں' ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرنا چاہیے' بیس رکعت

کے پانچ ترویحہ یعنی ہر چار رکعت کا ایک ترویحہ! ہر چار رکعت کے کچھ دیر کے لئے وقفہ ضروری ہے۔ ﴾غنیۃ الطالبین باب نمازِ تراویح:۳۶۷﴿

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ بھی

بیس رکعت نمازِ تراویح کے قائل اور پڑھتے تھے۔

﴾المجموع شرح المہذب' جلد چہارم ☆ کتاب الاذکار﴿

شارح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی

بیس رکعت نمازِ تراویح کے قائل اور پڑھتے تھے۔ ﴾مواہب اللدنیہ﴿

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بھی

بیس رکعت نمازِ تراویح کے قائل اور پڑھتے تھے۔ ﴾احیاء العلوم﴿

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بھی

بیس رکعت نمازِ تراویح کے قائل اور پڑھتے تھے۔...... ﴾مصنف ابن ابی شیبہ﴿

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی

بیس رکعت نمازِ تراویح کے قائل اور پڑھتے تھے۔...... ﴾حجۃ اللہ البالغہ﴿

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ

یکے از محدثین صحاح ستہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اکثر اہل علم اِسی طریقہ پر ہیں' جو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اوران کے علاوہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا' وہ یہی کہ نمازِ تراویح بیس رکعات ہیں۔

حضرت امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اِسی کے قائل ہیں۔ ہم نے مکہ مکرمہ میں بھی اِسی طرح لوگوں کو بیس رکعات نمازِ تراویح پڑھتے ہوئے پایا ہے۔

﴿جامع ترمذی جلد اوّل کتاب الصوم﴾

حضرت علامہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے الھدی الساری مقدمہ فتح الباری جلد۲ ص۲۵۳ میں تحریر فرمایا ہے کہ

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں یکم رمضانُ المبارک کی رات کو ان کے تلامذہ و اصحاب جمع ہو جاتے تھے اور آپ انہیں نمازِ تراویح پڑھاتے تھے اور ہر رکعت میں بیس آیات پڑھتے تھے اور یہ سلسلہ ختم قرآن تک اِسی طرح چلتا رہتا اور بوقت سحر نمازِ تہجد میں روزانہ نصف سے تہائی قرآن تک پڑھتے، اِس طرح ہر تین رات میں ایک مرتبہ پورا قرآن مجید پڑھ لیتے تھے۔

وضاحت:- حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا رمضانُ المبارک میں یہ معمول عین سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھا، جس میں نمازِ تہجد کے حسن وطول کا عملی نمونہ پایا جاتا ہے اور حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانِ بالا میں بیس آیات سے مراد قرآن مجید کا ایک رکوع ہے، جن کی تعداد پانچ سو اٹھاون ہے، جبکہ کُل آیات کی تعداد چھ ہزار دو سو چھتیس بنتی ہے۔ اور سورۂ فاتحہ کی سات آیات ہیں جو ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہیں، ان کے علاوہ باقی آیات چھ ہزار دو سو انتیس ہیں۔ پھر آخری پینتیس سورتیں ایک ایک رکوع کی ہیں، جبکہ ہر رکعت میں ایک ایک سورت پڑھی جاتی ہے اور ان کی آیات کم ہیں۔ اس کے علاوہ باقی قرآن مجید کی اوسطاً بیس آیات یعنی ایک رکوع ایک رکعت میں پڑھنے سے تو ایک ماہ کے اندر قرآن مجید پورا ہو سکتا

ہے' لیکن اگر یہ کہا جائے کہ نمازِ تراویح کی آٹھ رکعات ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی آٹھ رکعات ہی پڑھا کرتے تھے' جبکہ ہر رکعت میں بیس آیات یعنی ایک رکوع پڑھتے تھے' تو اس طرح دو ماہ میں بھی قرآن مجید پورا نہیں ہوسکتا تھا۔

خلاصہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعت نمازِ تراویح پڑھا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی معمول رہا۔ اس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد تابعین رحمہم اللہ نے بھی یہی معمول رکھا۔ پھر آئمہ متبوعین مجتہدین اور ان کے مقلدین کا معمول بھی یہی رہا۔ اگر کہیں اِختلاف ہے تو وہ بیس سے زیادہ میں ہے یعنی کہیں کوئی چھتیس کا قول کر رہا ہے تو دوسرا چالیس رکعات کا قائل ہے' لیکن یہ بات تو واضح ہے کہ کوئی بھی بیس رکعت سے کم نمازِ تراویح کا قائل نہیں ہوا۔

نمازِ تراویح ادا کرنے کا مختصر طریقہ

نمازِ تراویح کا وقت عشاء کے بعد طلوعِ فجر تک ہے' تراویح قبل عشاء جائز نہیں' اگر کسی شخص کا ایک ترویحہ یا دو ترویحہ رہ گئے' تو اولیٰ یہ ہے کہ پہلے تراویح پڑھے' اُس کے بعد وتر۔ نمازِ تراویح دو دو رکعت کی نیت سے پڑھنا بہتر ہے' ہر دو ترویحہ کے درمیان بقدر ایک ترویحہ کے بیٹھنا مستحب ہے' ایسے ہی پانچویں ترویحہ اور وتر کے درمیان بھی' لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ پانچویں ترویحہ اور وتر کے درمیان بیٹھنا قوم پر گراں ہے تو نہ بیٹھے' ترویحوں کے درمیان بیٹھنے کی حالت میں اختیار ہے' چاہے تسبیح پڑھیں یا خاموش بیٹھیں' تہائی رات سے نصف شب تک تراویح کی تاخیر مستحب ہے اور بعد نصف کے بھی مکروہ نہیں' تراویح مردوں' عورتوں سب کیلئے سنت ہے' یہ بھی جائز ہے کہ فرض و وتر ایک امام پڑھائے اور

تراویح دوسرا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرض اور وتر کی امامت فرماتے تھے' اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تراویح کی۔

تراویح کی قضا نہیں' ایک شخص نے عشاء تنہا پڑھی اس کو تراویح امام کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔

تراویح میں ایک مرتبہ ختم قرآن سنت ہے' قوم کی کاہلی اور سستی کی وجہ سے نہ چھوڑا جائے اور دو مرتبہ ختم فضیلت ہے' اور تین مرتبہ افضل ہے۔ تراویح کی دونوں رکعت میں قرأت برابر کرنا افضل ہے' قرآنِ پاک کے ختم ہونے کے بعد مہینے کے باقی ایام میں تراویح نہ چھوڑی جائے' کیونکہ وہ بھی سنت ہے اور ترک کرنا گناہ ہے۔ جو شفعہ (دوگانہ) فاسد ہوگیا' اس میں جس قدر قرآن پڑھا گیا تھا' شمار نہ کیا جائے گا' نماز کے اعادہ کے ساتھ اس قدر قرآن پاک بھی اعادہ کیا جائے' ختم قرآن کے بعد جہاں خالی تراویح پڑھی جاتی ہیں یا دیہات میں جہاں حافظ میسر نہیں' تراویح میں سورۂ فیل سے آخر تک پڑھیں۔

یہ مکروہ ہے کہ مقتدی بیٹھے رہیں اور جب امام رکوع کے قریب ہو تو کھڑے ہو جائیں' حافظ اگر غلط پڑھے تو اُسے لقمہ دینا جائز ہے۔ ہمارے ملک میں بے علم حافظوں کا دستور ہے کہ وہ حافظ کو بہلانے کیلئے کھانستے' کھنکارتے یا اور ایسی ہی حرکات کرتے ہیں اور بعض تو اس قدر جری اور بے باک ہیں کہ اس کا وقار کم کرنے کیلئے یا اس کے حافظہ کا امتحان لینے کی غرض سے غلط بتا دیتے ہیں' یہ سخت منع اور نہایت قبیح حرکتیں ہیں اور قرآن کو غلط پڑھنا یا صحیح پڑھنے والے کو قصداً غلطی میں مبتلا کرنے کی کوشش کرنا عظیم گناہ ہے' اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔

نابالغ لڑکے کی امامت

صحیح یہ ہے کہ تراویح بلکہ کسی نفل میں بھی نابالغ کی امامت جائز نہیں' ہمارے ملک میں یہ غلط دستور ہے کہ نابالغ کو تراویح میں امام بنا لیتے ہیں اس سے احتراز چاہئے۔

(مسائلِ رمضان: ۸۰ از علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ)

تسبیح تراویح

"سُبْحٰنَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ ط سُبْحٰنَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ ط سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِىْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ ط سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ ط لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ ط اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ ط يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ، يَا مُجِيْرُ ط o اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه

ترجمہ:- پاک ہے وہ زمین و آسمان کی بادشاہی کرنے والا' پاک ہے عزت اور بزرگی اور ہیبت اور قدرت اور بڑائی اور دبدبے والا' پاک ہے بادشاہ وہ حقیقی جو سدا زندہ ہے' جو نہ کبھی سوتا ہے اور نہ ہی مرے گا۔ بہت ہی پاک اور بہت ہی مقدس ہے۔ ہمارا اور فرشتوں اور روح کا پروردگار۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ ہم اللہ سے مغفرت چاہتے ہیں۔ (اے اللہ جل سلطانہٗ) تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور جہنم کی آگ سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ اے اللہ ہم کو عذاب سے بچا لے اے بچانے والے' اے بچانے والے۔

ہے پاک منزہ خداوند میرا مالک مُلک مَلک دا
رُوحاں جسماں دا ہے مالک نالے زمین فلک دا
پاک ہے عزت عظمت والا بہت ای قُدرت والا
ذات صفات بزرگ ہے اُسدی اوہو سب تھیں اعلیٰ
قادِر ہے خداوند میرا سب اُسدی بادشاہی
زندہ دائم ' مرنوں سونوں ' اہے اوہ پاک الٰہی
ہے قدوس خداوند عالی ہر عیبوں نقصانوں
پاک خدا دی ذات ہمیشہ نقصوں اُتے زیانوں
ساڈا ہے اوہ پالن ہارا ' پالے ہر اک تائیں
رُوحاں تے فرشتیاں دا ہے اوہو میرا رب سائیں
یا رب دوزخ دی اُگ ڈاہڈی رحمت نال بچائیں
خاتمہ خیر عنایت کر کے ساتھ رسول ملائیں

احکام ومسائلِ تراویح

﴿۱﴾...... ماہِ رمضانُ المبارک میں نمازِ عشاء کے بعد بیس رکعت نمازِ تراویح پڑھنا مردوں اور عورتوں کے لئے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے۔ اگر کوئی شخص ترک کرے گا تو وہ سنت کا تارک ہوگا۔ ﴿الدر المختار، کتاب الصلاۃ باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۹۶﴾

﴿۲﴾...... یہ نماز دس سلاموں کے ساتھ مسنون ہے یعنی دو دو رکعت کی نیت کرے اور ہر دوگانے پر سلام پھیرے، اور ہر چار رکعت کے بعد بیٹھ کر آرام کرے، اس کو ترویحہ کہتے ہیں، اس طرح پانچ ترویحے ہوتے ہیں۔

﴿الدر المختار، کتاب الصلاۃ باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۹۶﴾

﴿۳﴾...... اِس کا وقت عشاء کے بعد شروع ہو کر طلوعِ صبحِ صادِق سے پہلے تک ہے خواہ وتروں سے پہلے پڑھے یا بعد میں دونوں طرح جائز ہے۔ لیکن وتروں سے پہلے پڑھنا افضل ہے اور تراویح کی نماز، عشاء کی نماز کے تابع ہے، پس جو تراویح، نمازِ عشاء سے پہلے ادا کی اُن کا شمار تراویح میں نہیں ہوگا۔ اُن کا اعادہ کیا جائے گا۔

﴿۴﴾...... تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے۔ یعنی اگر محلے کی مسجد میں نماز تراویح جماعت سے پڑھی گئی اور کوئی شخص گھر میں اکیلا نماز پڑھے تو گنہگار نہ ہوگا۔ لیکن اگر تمام محلے والے نمازِ تراویح جماعت سے نہ پڑھیں تو سب ترکِ سنت کی وجہ سے گنہگار ہوں گے اور اگر کچھ لوگوں نے گھر میں جماعت سے نماز پڑھ لی تو ان لوگوں نے جماعت کی فضیلت پالی، لیکن مسجد کی فضیلت نہیں پائی۔

﴿۵﴾...... اگر عذر وغیرہ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو اس کو بھی تراویح کا پڑھنا سنت ہے۔ اگر نہیں پڑھے گا تو سنت کے ترک کا گناہ ہوگا۔

﴿۶﴾...... گھر یا مسجد میں تراویح پڑھانے کیلئے کسی شخص کو اُجرت پر مقرر کرنا مکروہ

ہے۔ اگر حافظ کے دل میں اُجرت لینے کا خیال نہیں تھا اور لوگوں نے حافظ کی خدمت کے طور پر دے دیا تو اس کا لینا دُرُست ہے' اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر حافظ لینے کے خیال سے پڑھتا ہے اگرچہ زبان سے نہیں کہتا تو یہ بھی دُرُست نہیں ہے۔

﴿۷﴾......اگر عشاء کے فرض اور وتر ایک شخص پڑھائے اور تراویح دوسرا شخص پڑھائے تو یہ بھی جائز ہے۔ اِسی طرح اگر فرض ایک شخص پڑھائے اور وتر دوسرا شخص پڑھائے تو یہ بھی دُرُست ہے۔

﴿الفتاویٰ الھندیۃ' کتاب الصلاۃ' الباب التاسع فی النوافل فی التراویح' ج۱'ص ۱۱۸﴾

﴿۸﴾......نابالغ لڑکے کی امامت بالغوں کیلئے تراویح ونفلوں میں بھی جائز نہیں۔

﴿۹﴾......اگر کسی روز کی کل یا بعض تراویح فوت ہو جائیں تو سنتوں کی طرح اس کو بھی قضا نہ کرے۔

﴿۱۰﴾......اگر سب لوگوں نے عشاء کے فرض جماعت سے نہیں پڑھے تو اُن کو تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنا جائز نہیں ہے' اس لئے تراویح کی جماعت فرض نماز کی جماعت کے تابع ہے۔ لیکن اگر لوگ عشاء کی نماز جماعت سے پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہوں تو ایسے شخص کو جس نے عشاء کی نماز علیحدہ پڑھی ہو اُن لوگوں کے ساتھ شریک ہو کر تراویح کا جماعت سے پڑھنا دُرُست ہے۔ پس اگر کوئی شخص ایسے وقت مسجد میں پہنچے کہ نمازِ عشاء کی جماعت ہو چکی ہو' بلکہ تراویح کی بھی کچھ رکعتیں ہو چکی ہوں تو اُس کو چاہئے کہ پہلے عشاء کی فرض نماز پڑھ کر دو رکعت نماز سنت پڑھے پھر نماز تراویح میں جماعت کے ساتھ شریک ہو جائے اور وتر بھی جماعت کے ساتھ پڑھے اور اِس درمیان میں تراویح کی جتنی رکعتیں ہو چکی ہیں۔ وہ اُن کو نمازِ وتر کے بعد پڑھ لے۔

﴿الدر المختار' کتاب الصلاۃ' باب الوتر والنوافل' ج۲' ص ۶۰۳﴾

﴿۱۱﴾......اگر فرض اور تراویح جماعت سے نہ پڑھے ہوں تو وتر جماعت سے نہ پڑھے۔

﴿۱۲﴾......افضل یہ ہے کہ تراویح کے ہر دوگانے پر نئی نیت کرے۔

﴿ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاۃ التراویح ج ۲ ص ۵۹۷﴾

﴿۱۳﴾......ماہ رمضان میں تراویح میں ایک مرتبہ قرآنِ پاک کا ترتیب وار پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ لوگوں کی کاہلی و سستی کی وجہ سے اس کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن اگر لوگ اس قدر سست ہوں اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر پورا قرآن مجید پڑھا جائے تو لوگ نماز میں نہیں آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی یا ان کو بہت ناگوار ہوگا تو بہتر یہ ہے کہ جس قدر پڑھنا لوگوں کو گراں نہ گزرے اسی قدر پڑھا جائے یا سورۃ الم ترکیف سے سورۃ الناس تک کی دس سورتوں میں سے ایک سورۃ ہر رکعت میں پڑھے۔ دو دفعہ ایسا کرنے سے بیس رکعتیں ہو جائیں گی یا اور جو سورتیں چاہے تو پڑھے قرأت میں جلدی نہ کرے۔

﴿۱۴﴾......قرأت اور ارکان کی ادا میں جلدی کرنا مکروہ ہے اور جتنی ترتیل زیادہ ہو بہتر ہے۔ یوں ہی تعوذ، تسمیہ، تسبیح کا چھوڑ دینا بھی مکروہ ہے۔

﴿الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل فی التراویح، ج ۱ ص ۱۱۷﴾

﴿الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲ ص ۶۰۳﴾

﴿۱۵﴾......اگر عالم حافظ بھی ہو تو افضل یہ ہے کہ خود پڑھے، دوسرے کی اقتداء نہ کرے اگر امام غلط پڑھتا ہو تو مسجد محلہ چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانے میں حرج نہیں۔ یوں ہی اگر دوسری جگہ کا امام خوش آواز ہو یا ہلکی قرأت پڑھتا ہو یا مسجد محلہ میں ختم نہ ہوگا تو دوسری مسجد میں جانا جائز ہے۔

﴿الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل فی التراویح، ج ۱ ص ۱۱۷﴾

﴿۱۶﴾......متاخرین نے ختم تراویح میں تین بار قل ھواللہ پڑھنا مستحب کہا ہے، ختم کے وقت آخری رکعت میں سورۂ بقرہ کے پہلے رکوع سے ''الم سے مفلحون'' تک پڑھنا بہتر و مستحب ہے۔﴿بہارِ شریعت حصہ چہارم تراویح کا بیان﴾

﴿۱۷﴾......بعض لوگ نماز تراویح کی جماعت کے دوران بیٹھے رہتے ہیں اور جب امام رکوع میں جانے لگے تو یہ بھی جلدی سے شریک ہو جاتے ہیں۔ایسا نہیں ہونا چاہیے' کیونکہ ایسا کرنے سے نماز سے بے رغبتی اور سستی کا اظہار ہوتا ہے اور منافقوں کی مشابہت بھی ہے۔قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ''جب منافقین نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو مرے دل سے کھڑے ہوتے ہیں'' اِس لئے شروع سے ہی نماز میں شریک ہو جانا چاہیے اور ایسی حرکات سے بچنا چاہئے جن کے کرنے سے بندہ منافق بن جاتا ہے' اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے آمین۔﴿بہارِ شریعت حصہ چہارم تراویح کا بیان﴾

﴿۱۸﴾......ایسے لوگوں کو ختم قرآن کا ثواب نہیں ملتا۔کیونکہ ثواب کے مستحق وہ لوگ ہوتے ہیں۔جو نماز میں ہی قرآن مجید سنتے ہیں۔یہ لوگ محض تساہل سے اپنا ثواب کھودیتے ہیں' ادائے نماز میں ایسی کسلاہٹ ایک قسم کی منافقت ہے۔

﴿۱۹﴾......ہر ترویحہ یعنی چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر آرام کر لینا مستحب ہے۔جب درمیان میں آرام کے لیے بیٹھے تو اختیار ہے کہ خاموش رہے یا قرآن مجید آہستہ پڑھے یا تسبیح پڑھے۔

﴿۲۰﴾......تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے اور دو مرتبہ فضیلت اور تین مرتبہ افضل۔لوگوں کی سستی کی وجہ سے ختم کو ترک نہ کرے۔

﴿الدرالمختار' کتاب الصلاۃ' باب الوتر والنوافل' ج ۲' ص ۶۰۱﴾

﴿۲۱﴾......اگر ایک ختم کرنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ستائیسویں شب میں ختم ہو پھر اگر

اس رات میں یا اس کے پہلے ختم ہو تو تراویح آخر رمضان تک برابر پڑھتے رہیں کہ سنت مؤکدہ ہے۔

﴿الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل فی التراویح، ج۱، ص۱۱۸﴾

﴿۲۲﴾......امام سے غلطی ہوئی کوئی سورت یا آیت چھوٹ گئی تو مستحب یہ ہے کہ اسے پہلے پڑھ کر پھر آگے پڑھے۔

﴿۲۳﴾......دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا، کھڑا ہو گیا تو جب تک تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور سجدہ کر لیا ہو تو چار پوری کرلے مگر یہ دو شمار کی جائیں گی اور جو دو پر بیٹھ چکا ہے تو چار ہوئیں۔

﴿الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل فی التراویح، ج۱، ص۱۱۸﴾

﴿۲۴﴾......شبینہ کہ ایک رات کی تراویح میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے، جس طرح آج کل رواج ہے کہ کوئی بیٹھا باتیں کر رہا ہے، کچھ لوگ لیٹے ہیں، کچھ لوگ چائے پینے میں مشغول ہیں، کچھ لوگ مسجد کے باہر حقہ نوشی کر رہے ہیں اور جب جی میں آیا ایک آدھ رکعت میں شامل بھی ہو گئے، یہ ناجائز ہے۔ ﴿بہارِ شریعت حصہ چہارم، تراویح کا بیان﴾

﴿۲۵﴾......ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ رمضان شریف میں اکسٹھ ختم کیا کرتے تھے، تیس دن میں اور تیس رات میں اور ایک تراویح میں اور پینتالیس برس عشاء کے وضو سے نمازِ فجر پڑھی ہے۔ ﴿بہارِ شریعت حصہ چہارم، تراویح کا بیان﴾

﴿۲۶﴾......حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نمازِ تراویح میں پورا قرآن مجید پڑھنا مستحب ہے، تاکہ اس طرح لوگ پورے قرآن کو سن لیں اور قرآن میں جو اوامر و نواہی، نصائح اور بصائر ہیں۔ اُن سے واقف ہو جائیں۔ پوری تراویح میں ایک ختم سے زیادہ پڑھنا اچھا نہیں تاکہ مقتدیوں کو کوئی دشواری نہ ہو اور وہ تنگدل ہو

کراُکتا نہ جائیں۔ جماعت سے کراہت نہ پیدا ہو اور اُن کا ثوابِ عظیم اور اجر جزیل فوت نہ ہو جائے اور چونکہ یہ تمام وقتیں اُن کو امام کی وجہ سے پیش آئیں گی اِس لئے امام کا گناہ گناہِ عظیم ہوگا۔ ﴿غنیۃ الطالبین باب نمازِ تراویح:۳۶۷﴾

نمازِ تراویح کے وقت سے متعلق احکام

﴿۱﴾......نمازِ تراویح کا وقت رمضان المبارک کا چاند نظر آنے کی رات ہی سے شروع ہو جاتا ہے اور پورا مہینہ نمازِ تراویح پڑھی جاتی ہے' جب شوال کا چاند نظر آ جائے اُس دن ختم ہو جاتی ہے۔

﴿۳﴾......تراویح میں جلدی کی خاطر عشاء کی اذان وقت داخل ہونے سے پہلے دے دی جائے' جو کہ صریح غلط ہے۔

﴿۴﴾......اگر کوئی تراویح نہ پڑھ سکے اور صبح صادق ہو جائے تو اب اس کی قضاء نہیں' صرف توبہ واستغفار کیا جائے۔

﴿۵﴾......تراویح کی نماز عشاء کے فرضوں کے تابع ہے' لہٰذا اگر عشاء کے فرض' تراویح اور وتر وغیرہ سب پڑھ لینے کے بعد معلوم ہوا کہ عشاء کے فرض ادا نہیں ہوئے تھے (مثلاً معلوم ہوا کہ عشاء کے فرض میں وضو نہیں تھا' یا اور کوئی ایسی غلطی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے نماز نہیں ہوئی) تو عشاء کے فرض لوٹانے کے ساتھ تراویح بھی لوٹائی جائیں گی۔ البتہ وتر لوٹانے کی ضرورت نہیں' کیونکہ وتر کی نماز عشاء کے فرضوں کے تابع نہیں ہے' بلکہ وہ مستقل نماز ہے۔

﴿الفتاویٰ الھندیۃ' کتاب الصلاۃ' الباب التاسع فی النوافل فی التراویح' جلد اوّل﴾

تراویح کی رکعت میں غلطی اور سجدہ سہو ہونے کے متعلق احکام

﴿۱﴾......نمازِ تراویح میں اگر امام سے کہیں بھول ہو جائے تو مقتدیوں کو"

سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کے الفاظ کے ساتھ امام کو آگاہ کرنا چاہئے۔

﴿۲﴾......جس مقتدی کی ایک یا دو رکعت چھوٹ گئی تھیں اور اس نے امام کے سلام پھیرنے سے پہلے ہی بھول کر سلام پھیر دیا تو اس پر سجدہ سہو لازم نہیں اور اگر امام کے لفظِ السلام کہنے کے بعد بھولے سے سلام پھیر دیا تو اس پر سجدہ سہو لازم ہے، جس کو وہ اخیر میں کرے گا۔

﴿۳﴾......اگر تراویح کی کوئی رکعت فاسد ہو جائے تو اس میں پڑھا ہوا قرآن مجید بھی دہرانا چاہئے تاکہ تمام قرآن مجید صحیح نماز میں ختم ہو، اسی طرح اگر کوئی آیت چھوٹ گئی اور کچھ حصہ آگے پڑھ کر یاد آیا کہ فلاں آیت چھوٹ گئی ہے تو اس چھوٹی ہوئی آیت کے پڑھنے کے بعد آگے پڑھے ہوئے حصہ کا اعادہ بھی مستحب ہے۔

﴿۴﴾......اگر تراویح کی رکعت میں شبہ ہو مثلاً بعض کہیں کہ اٹھارہ ہوئیں اور بعض کہیں کہ بیس ہوئی اور دونوں فریقوں کو اپنی اپنی بات کا یقین ہو تو امام جس طرف ہوگا اس جماعت کا قول معتبر ہوگا اور اگر خود امام کو شک ہو اور مقتدی آپس میں اختلاف کریں تو اس صورت میں مقتدیوں میں جو لوگ امام کے نزدیک زیادہ قابل اعتبار ہیں ان کی بات مانی جائے گی۔

نیز بات چیت کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، امام بات چیت کرے تو سب کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر امام نے بات چیت نہیں کی تو جس نے کی اُس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔

﴿۵﴾......اگر وتر پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ تراویح کی کچھ رکعتیں رہ گئی ہیں تو اُن کو بھی وتروں کے بعد جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہئے اور اس صورت میں وتروں کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

﴿۶﴾......اگر تراویح کی پہلی رکعت میں کوئی بھولے سے بیٹھ گیا تو اگر تین

بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے کی مقدار یا اس سے زیادہ دیر بیٹھا رہا، پھر کھڑا ہوا تو سجدہ سہو لازم ہوگا اور اس سے کم دیر بیٹھا پھر کھڑا ہو گیا تو سجدہ سہو لازم نہیں۔

﴿۷﴾...... ایک رکعت یا تین رکعت پر سلام پھیر کر یاد آیا کہ ایک یا تین رکعتیں ہوئی ہیں تو جب تک نماز کے خلاف کوئی عمل نہیں کیا اس وقت تک کھڑے ہو کر ایک یا تین رکعتیں ملا کر نماز مکمل کریں۔ آخری دو رکعتیں تراویح شمار ہوں گی اور پہلی دو رکعت نفل ہو جائیں گی۔ پہلی دو رکعتوں میں پڑھا ہوا قرآن مجید بھی دوبارہ پڑھنا ہوگا۔

﴿۸﴾...... اگر کسی شخص نے بھول کر دو کی بجائے چار رکعت تراویح پڑھ لی اور دوسری رکعت پر قعدہ بھی بھولے سے نہیں کیا اور سجدۂ سہو بھی نہیں کیا تو ایسی صورت میں پہلی دو رکعتیں فاسد ہو گئیں اور دوسری دو رکعتیں سجدۂ سہو نہ کرنے کی وجہ سے واجب الاعداء ہوئیں۔ (یعنی دوبارہ پڑھنی ہوں گی)

﴿۹﴾...... اگر کسی نے دو رکعت نمازِ تراویح کی نیت باندھی لیکن دوسری رکعت میں تشہد پڑھنے کے بعد بھولے سے کھڑا ہو گیا اور تیسری اور چوتھی رکعت بھی ملالی تو چاروں رکعتیں تراویح میں شمار ہو جائیں گی اور سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہوگی، کیونکہ تراویح ایک سلام سے چار رکعت پڑھنا صحیح ہے۔

﴿۱۰﴾...... اگر کسی نے تراویح کی تین رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا تو دیکھا جائے گا کہ دوسری رکعت میں قعدہ کیا تھا یا نہیں اگر قعدہ کر لیا تھا تو پہلی دو رکعتیں تراویح ہو جائیں گی اور آخر کی ایک رکعت ضائع ہو جائے گی اور اِس صورت میں تیسری رکعت میں پڑھا ہوا قرآن بھی لوٹانا پڑے گا۔ ایسی صورت میں چار رکعتیں مکمل کر کے سجدہ سہو کر لینا چاہیے تاکہ ایک رکعت ضائع نہ ہو، بلکہ چاروں رکعتیں تراویح بن جائیں، مگر جب کہ چار مکمل کرنے سے پہلے ہی تیسری رکعت پر سلام

پھیر لیا تو اب دو رکعت نفل کی قضاء پڑھنا واجب ہوگی۔

اور اگر اس صورت میں دوسری رکعت پر قعدہ بالکل نہیں کیا اور اسی طرح تین رکعتیں مکمل کر کے سلام پھیر دیا تو اب یہ پوری نماز ضائع ہو گئی اب یہ دو رکعت تراویح دوبارہ پڑھنی پر پڑیں گی اور ان تین رکعات میں جتنا قرآن مجید پڑھا تھا اس پورے کو بھی لوٹانا پڑے گا۔

﴿۱۱﴾......تراویح کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ سورت ملانا یا کچھ آیات پڑھنا واجب ہے۔لہٰذا اگر تراویح کی کسی رکعت میں بھولے سے سورت ملانا رہ جائے تو سجدہ سہو واجب ہے۔

﴿۱۲﴾......نمازِ تراویح میں دو سورتوں کے درمیان آہستہ آواز میں بسم اللہ پڑھنا افضل ہے۔لیکن پورے قرآن مجید میں کسی ایک جگہ بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے تاکہ سامعین کا قرآن سننا بھی پوری طرح سے ہو جائے۔

﴿۱۳﴾......بہتر یہ ہے کہ نمازِ تراویح کی دونوں رکعتوں میں برابر مقدار کی قرأت کی جائے۔

﴿۱۴﴾......اگر مقتدی نے آخری قعدہ میں تمام دُعائیں پوری نہیں پڑھیں، لیکن تشہد پڑھ چکا ہے اور امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی کو بھی سلام پھیر دینا چاہئے۔

﴿۱۵﴾......ختم قرآن کے بعد اور ہمیشہ نمازِ تراویح کے بعد دُعا مستحب ہے۔

﴿۱۶﴾......سلام پھیرنے کے بعد کوئی کہتا ہے دو ہوئیں، کوئی کہتا ہے تین، تو امام کو جو یاد ہو اُس کا اعتبار ہے، اگر امام خود بھی تذبذب کا شکار ہو تو جس پر اعتماد ہو اُس کی بات مان لے۔

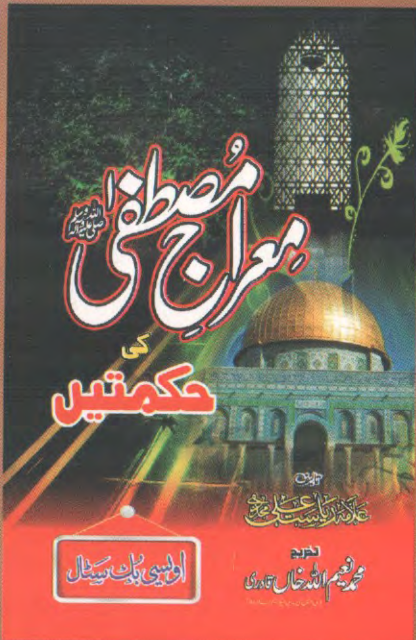
﴿الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل فی التراویح، جلد اوّل﴾

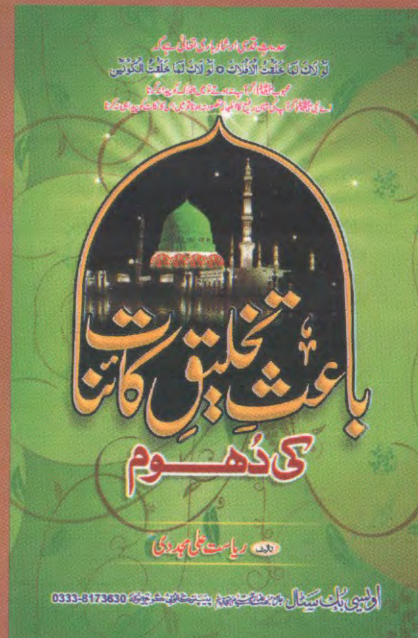
فہرس المراجع والمصادر

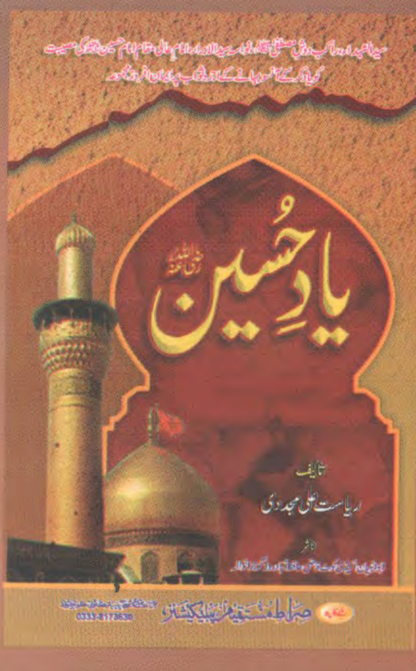
❖ قرآنِ پاک ❖ بخاری شریف ❖ مسلم شریف ❖ ترمذی شریف ❖ مشکوٰۃ شریف ❖
❖ بیہقی شریف ❖ المستدرک ❖ ابوداؤد شریف ❖ مسند احمد ❖ شرح صحیح مسلم شریف ❖
❖ کنز العمال ❖ طبرانی شریف ❖ شعب الایمان للبیہقی ❖ ابوداؤد شریف ❖

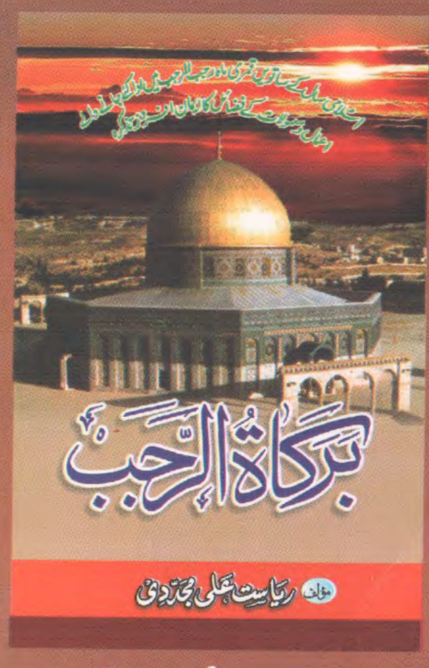
❖ الترغیب والترہیب / ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور........❖
❖ تفسیر ضیاء القرآن / پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ / ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور...❖
❖ تفسیر عزیزی / شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ / نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور.❖
❖ غنیۃ الطالبین / غوثِ اعظم پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ........❖
❖ احیاء العلوم / امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ........❖
❖ بہارِ شریعت / علامہ امجد علی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ / فیضانِ مدینہ پبلی کیشنز کراچی ❖
❖ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم / ڈاکٹر محمد طاہر القادری / منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور......❖
❖ اَلامن وَالاعلیٰ / اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ........❖
❖ دلائل النبوۃ / از امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ........❖
❖ سعادۃ الدرین / علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ / مکتبہ نبویہ لاہور........❖
❖ نُزہۃ المجالس / علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ / مکتبہ قادریہ رضویہ لاہور........❖
❖ آبِ کوثر / مفتی محمد امین صاحب فیصل آباد........❖
❖ مسائل رمضان / علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ........❖
❖ سیرت النبی بعد از وصال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۴/۳ / از محمد عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور۔
❖ انفاس العارفین / شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ / تصوف فاؤنڈیشن، سمن آباد لاہور
❖ کمالاتِ عزیزی / مولوی ظہیر الدین سید احمد / مکتبہ رحمانیہ اُردو بازار لاہور......❖

-•••=====•••-


معراجِ مصطفیٰ ﷺ
کی
حکمتیں
علامہ ریاست علی مجددی
تخریج
محمد نعیم اللہ خاں قادری
اویسی بُک سٹال


باعثِ تخلیقِ کائنات
کی دُھوم
ریاست علی مجددی
اویسی بُک سٹال
0333-8173630


یادِ حسین
تالیف
ریاست علی مجددی
صراطِ مستقیم پبلیکیشنز


برکاۃ الرجب
مؤلف
ریاستِ علی مجددی